احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

حضرت مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چند منتخب

خطابات کا مجموعہ

شائع کردہ: شعبہ اِشاعت لجنہ اِماءِاللہ برطانیہ 2013ء

UK CENTENARY
1913 - 2013
Ahmadiyya Muslim Community

شائع کردہ: شعبہ اِشاعت لجنہ اِماءِاللہ برطانیہ 2013ء

75 GressenHall Road

London

SW18 5QH

United Kingdom

فوٹوگراف: بشکریہ مخزنِ تصاویر

فہرست

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام vii

پیش لفظ viii

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں 2
(جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب)

عائلی زندگی کے آداب اور تربیتِ اولاد 20
(سالانہ اجتماع 2009ء ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
لجنہ اِماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ برطانیہ سے خطاب)

تقویٰ کی اہمیت 38
(جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب)

تاریخِ اسلام میں خواتین کی قربانیاں اور دورِ حاضر میں احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں 54
(سالانہ اجتماع 2010ء ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
لجنہ اِماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ برطانیہ سے خطاب)

رشتہ ناطہ اور خوشگوار عائلی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات 70
(جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب)

قیامِ نماز کی اہمیت 90
(22 جون 2012ء ۔خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مسجد بیت الرحمٰن امریکہ)

عہدِ بیعت اور احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں 104
(جلسہ سالانہ امریکہ 2012ء۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب)

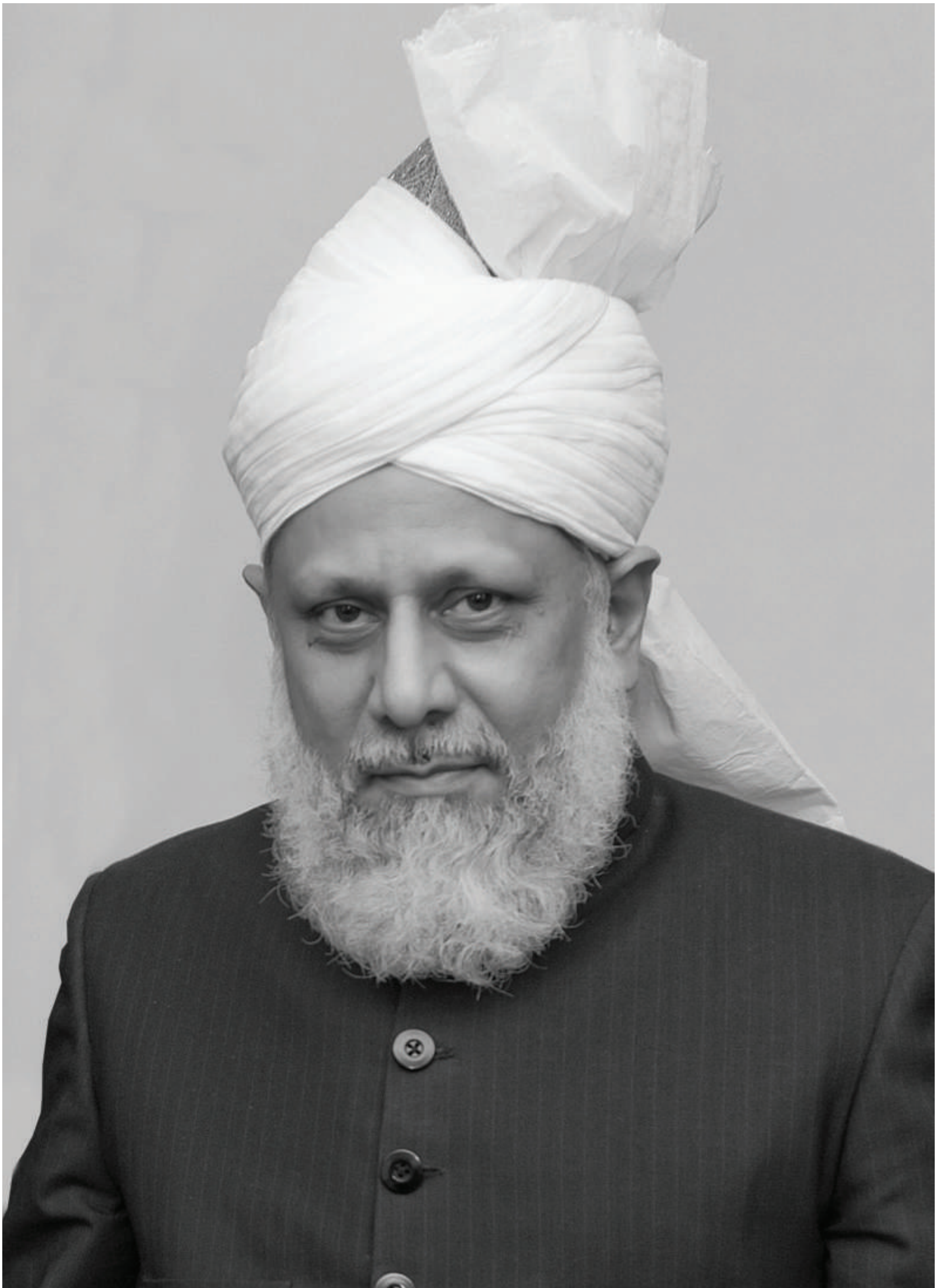

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

18-9-13

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ اطلاع میرے لئے انتہائی مسرت کا موجب ہے کہ میرے مختلف خطابات پر مشتمل تالیف بعنوان ''احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں'' مکمل کر لی گئی ہے۔ آپ کی درخواست کے پیش نظر اس تالیف کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ:

اس تالیف کی لجنات کے لئے وسیع پیمانے پر دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات ہونے چاہئیں تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میرے خطبات کا یہ مجموعہ احمدی خواتین کو درپیش مسائل سے آگاہی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان مسائل کو حل کرنے اور رکاوٹیں دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اس تالیف کا کثرت سے مطالعہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ایسے اقدامات بھی کئے جائیں کہ میری ہدایات پر سنجیدگی سے عمل درآمد ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت کے ہر حکم پر اخلاص کے ساتھ لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب آپ خلوص نیت سے نیکی میں ترقی کریں تو کچھ دیر رک کر ان کے بارے میں بھی سوچا کریں جو کسی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہیں۔ اپنی مہمات میں انہیں بھی شامل کریں اور نیکی کی اس راہ پر چلنے میں ان کی مدد کریں جس راہ کو آپ نے اپنے لئے اختیار کیا ہے۔ کمزوروں کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ ان کے اندر وہ امید جگائیں جو انہیں روحانی طور پر مالا مال کر دے اور جس سے انہیں خدا کا قرب کامل طور پر حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادفرمودہ چند منتخب خطابات کا مجموعہ ہے۔ یہ خطابات احمدی مسلمان خواتین کے فرائض اوران کی ذمہ داریوں کے متعلق زریں نصائح پر مشتمل ہیں۔

الحمدللہ کہ خلافت کی برکات سے عورتوں کا رتبہ بلند تر ہوتا جارہا ہے۔ ہمارے محبوب خلیفہ کے یہ ارشادات بلاشبہ حقیقی رنگ میں اثر انگیز اور یاددہانی کا ذریعہ ہیں کہ اسلام ہی ہے جس نے اصل معنوں میں عورت کو آزاد کروایا۔ تاہم اس آزادی کے ساتھ مزید ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ مقامی اور وسیع تر کمیونٹی کے لئے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

حضورِاقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمیونٹی اور سماج کو درپیش مسائل اور ہماری ہستی کے وجود کے مقصد کی انتہائی گہرائی سے وضاحت فرمائی ہے۔ ان اِرشادات میں شادی، پردہ، سماجی برائیاں، حیا، اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو کیسے پہچانا اور مضبوط کیا جائے، مسلم خواتین کی شجاعت، تقویٰ، اپنی بیعت کا حق ادا کرنے اور والدین کی ذمہ داریوں کے حوالے سے موضوعات شامل ہیں۔

اس کتاب کے مکمل فوائد حاصل کرنے کے لئے قارئین کے لئے لازم ہے کہ وہ اصلاحِ نفس کے لئے تیار ہوں۔ حضرت مصلحِ موعودؓ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو اسلام ضرور فتحیاب ہوجائیگا۔ ہمیں باربار یاددہانی کروائی جاتی ہے کہ عورتیں آئندہ نسلوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان حکمت کے موتیوں کو ان سب کے ساتھ بانٹا جائے جو ہمیں عزیز ہیں تا کہ تقویٰ کی روشنی ہر احمدی سے ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر اپنا فضل فرماتا چلا جائے اوران کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔ میری دعا ہے کہ یہ کتاب تمام لجنہ ممبرات میں ایک مثبت تبدیلی کا باعث ہو اور انہیں حقیقی احمدی کی طرح زندگی بسر کرنے کی ترغیب دے۔ آمین

والسلام

ناصرہ رحمان

صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اور احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

خواتین سے خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
خواتین سے خطاب
فرمودہ 25 جولائی 2009ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ۔

مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ؕ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالَم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اُس کو خدا تعالیٰ اور عالَم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے“۔

(کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291-292 حاشیہ)

جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اُس زمانہ میں دنیا کی یہ حالت تھی جس کا ہر وہ دل جس میں خدا تعالیٰ کا خوف تھا اور جس کے دل میں اسلام کا کچھ درد تھا، اظہار کرتا تھا اور دُعائیں کرتا تھا کہ کوئی مردِ میدان کھڑا ہو اور اسلام کی اِس ڈولتی کشتی کو سنبھالے۔ دُنیا میں ہمیشہ ایسی ہی حالتیں ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی بھیجتا ہے تاکہ وہ انبیاء لوگوں کو اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان کروانے کی کوشش کریں۔ ایسی ہی حالت کا قرآنِ کریم نے ایک جگہ یوں نقشہ کھینچا ہے، فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِ ی النَّاسِ (سورۃ الروم 42)

یعنی خشکی اور تری میں لوگوں کے کاموں کی وجہ سے فساد برپا ہو گیا اور اِس فساد کا اور بہت بڑے فساد کا، جس نے تمام دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہ زمانہ تھا جب اِس فساد کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے عظیم نبی کو، جن کا نام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، کُل انسانیت کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِن الفاظ کہ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی خشکی میں اور تری میں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''مراد اِس سے یہ ہے کہ اہلِ کتاب اور غیر اہلِ کتاب سب بگڑ چکے تھے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیاں اُن میں پھیلی ہوئی تھیں''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 578 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو اِس حالت میں اُس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ آپ نے ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا۔ شرک کی انتہا کو پہنچے ہوئے خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والے ہو گئے۔ اخلاقی گراوٹوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے با اخلاق بن گئے۔ خود غرضیوں کی تمام حدیں پھلانگنے والے حقوق العباد کی ادائیگی اور قربانی کی مثال بن گئے۔ عورتوں کے حقوق پامال کرنے والے عورتوں کے حقوق کے پاسبان بن گئے۔ وہ لڑکی جو کسی گھر میں جب پیدا ہوتی تھی تو باپ کا چہرہ سیاہ ہو جاتا تھا اور وہ شرم سے لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا اور اِس تلاش میں ہوتا تھا کہ کب موقع ملے تو میں اِس کو زندہ درگور کروں۔ وہی لڑکی جنت کی بشارت کا سامان بن گئی اور عزت و احترام سے دیکھی جانے لگی۔ اور اِس انقلاب سے فیض

پانے والے جو تھے اُن میں بتوں کو پوجنے والے بھی تھے، یہودیوں میں سے بھی تھے، عیسائیوں میں سے بھی تھے جن کی اِس فیض پانے کے بعد کایا پلٹ گئی اور اسلام کا جھنڈا بلندیوں پر لہراتا چلا گیا جب تک کہ مسلمان اُس تعلیم سے حقیقی رنگ میں فیض پاتے رہے اور اعمالِ صالحہ بجالاتے رہے۔ اور جب اُس تعلیم کو بھلایا تو پھر جو زوال تھا وہ لازم تھا اور وہ آیا اور پھر دوبارہ زمین میں فساد برپا ہوا۔ غیر مذاہب کی حالت تو تباہی کے گڑھے کی طرف لے جانے والی تھی ہی کیونکہ اُن کی تعلیمیں پرانی ہو چکی تھیں، اُن میں کئی تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ خود مسلمان بھی شرکِ ظاہری اور خفی میں مبتلا ہو چکے تھے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے وقت اپنے خاص بندے مبعوث فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ پھر اس دین کی شان اور عظمت قائم کرنے کے لئے جری اللہ کا کردار ادا کرے، جس کے قائم کرنے کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس اقتباس میں اعلان فرمایا ہے، آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اُن کاموں کی سرانجام دہی کے لئے بھیجا ہے جن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور وہ کام یہ تھے جیسا کہ آپؑ خود فرماتے ہیں کہ مجھے کس لئے بھیجا گیا۔ فرمایا تا کہ ایمانوں کو مضبوط کریں، اللہ تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کریں، تیسرے یہ کہ عالمِ آخرت کی حقیقت واضح کریں، چوتھے یہ کہ دنیا پرستی کی بجائے خدا پرستی کی طرف دنیا کو لائیں، پانچویں یہ کہ قول وفعل کے تضاد کو دُور کر دیں، نمبر چھ یہ کہ اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف توجہ دلائیں۔

یہ چیزیں ہیں جو آپ نے اپنے اِس اقتباس میں بیان فرمائی ہیں اور جب یہ باتیں پیدا ہوں گی تو پھر انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچاننے والا بن سکے گا۔ تب اُس حقیقی انقلاب سے حصہ پانے والا بن سکے گا جو آج سے چودہ پندرہ سو سال پہلے آیا تھا جس نے صدیوں کے مُردے زندہ کر دیئے تھے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر، آپ سے عہدِ بیعت کر کے ہم نے حقیقی روحانی انقلاب

برپا کرنے والوں میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ پس آج ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے جائزے لیتے ہوئے دیکھیں کہ کیا ہم اُن مقاصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہوئے، جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے، اپنے آپ کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہے اور جو خوب کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اِس زمانہ میں پیش فرمائی ہے۔

پس آئیں اور سب سے پہلے یہ جائزہ لیں کہ ہمارے ایمان کس حد تک مضبوط ہیں۔ دراصل تو یہ ایمان ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بنتا ہے۔ آخرت پر یقین پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کرتا ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔ پس یہ سمجھ لینا کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود مان لیا، مہدی موعود مان لیا تو ہم ایمان لانے والوں میں شامل ہو گئے۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ اِس مان لینے کی حالت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (الحجرات 15) کہ یہ تو کہو کہ ہم نے کچھ حد تک فرمانبرداری اختیار کر لی لیکن ایمان فرمانبرداری سے اگلا قدم ہے۔ جب کامل فرمانبرداری ہو جائے تو پھر ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ پھر انسان ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک تم نے اَسْلَمْنَا تو کہہ دیا لیکن اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جاننے والا ہے، فرماتا ہے کہ لَمْ تُؤْمِنُوا تم ایمان نہیں لائے۔ ابھی تم نے اس فرمانبرداری کی بہت سی منازل طے کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط (الحجرات 15) کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس ایمان کا مسئلہ ایک بہت ہی نازک اور باریک مسئلہ ہے۔ اگر ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ بات نظر نہ آئے کہ روحانی حالت میں ہمارا آج ہمارے گزرے ہوئے کل سے بہتر ہے تو پھر ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَـمَّـدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان ایک نہایت باریک اور گہرا راز ہے اور ایک ایسے یقین کا نام ہے جس سے جذباتِ نفسانیہ انسان سے دُور ہو جاویں اور ایک گناہ سوز حالت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے'' (یعنی گناہوں کو جلانے والی حالت پیدا ہو جائے)۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 561 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''ایمان کی دو ہی نشانیاں ہیں۔ اوّل درجہ یہ ہے کہ گناہ کو انسان چھوڑ دے اور ایسی حالت اس کو میسر آ جاوے کہ گناہ کرنا گویا آگ میں پڑنا ہے یا کسی کالے سانپ کے منہ میں انگلی دینا ہے یا کوئی خطرناک زہر کا پیالہ پینے کے برابر ہے......'' اور (دوسرے یہ کہ) ''انشراحِ صدر سے نیکی کرنے پر قادر ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 561-562 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور انشراحِ صدر سے نیکی کیا ہے؟ یہ وہ اعمال ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے موافق ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہوں۔

پس یہ ہے ایمان کی حالت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اب دیکھیں اور جائزے لیں۔ قرآن کریم کھولیں اور پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے کیا احکام ہیں۔

آجکل کے معاشرے میں بعض نوجوان بچوں اور بچیوں پر دنیاوی تعلیم کی وجہ سے یہ اثر ہے کہ مستقل دینی ماحول میں رہنا، ہر وقت اللہ رسول کی باتیں سننا، اِس قسم کی یکسانیت ہے جس سے کبھی کبھی اُن کو باہر آنا چاہئے اور یہ fun ہے، یہ ایک تفریح ہے۔ یہ تفریح ہے جو اُن کی تھکاوٹ کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے۔ یہ خیالات عام ہوتے جا رہے ہیں۔ اِس بات سے کوئی انکار نہیں کہ دماغی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے تفریح ہونی چاہئے لیکن اگر کوئی تفریح اللہ تعالیٰ کے واضح حکموں کے خلاف ہے تو وہ تفریح نہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے آگ میں گرنے کے مترادف ہے یا سانپ کے منہ میں اُنگلی دینے کے برابر ہے یا زہر کا پیالہ پینے والی بات ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تبھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر

وقت دیکھ رہا ہے۔بعض بُرائیاں اِس لئے پیدا ہو جاتی ہیں کہ بُرائی کرنے والا سمجھ رہا ہوتا ہے کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا اور اُس وقت انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (ال عمران157) کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہواُسے دیکھ رہا ہے۔پس اللہ تعالیٰ پر ایمان یہی ہے کہ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہو۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اگر پردہ کا حکم دیا ہے تو پردہ کا یہ حکم صرف جلسہ پر آنے کے لئے نہیں دیا۔یا جماعتی فنکشنز پر مسجد آنے کے لئے نہیں دیا۔یا میرے سے ملاقات کے وقت کے لئے صرف یہ حکم نہیں دیا گیا۔بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ مومنوں کی بیویوں کو یہ حکم دیا ہے،جیسا کہ فرماتا ہے :

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط (الاحزاب:60) اور مومنوں کی بیویاں جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنی بڑی چادروں کو اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔یہ مومنوں کی بیویوں کی پہچان ہے۔اور مومنوں کی بیویاں بھی مومن ہی ہوتی ہیں۔شادی کے احکام میں بھی یہی حکم ہے کہ تم مومن عورتوں سے شادی کرو یا مومن عورتوں کو یہ حکم ہے کہ تم مومن مردوں سے شادی کرو۔پس یہ پردہ کسی خاص موقع کے لئے نہیں ہے بلکہ گھروں سے باہر نکلتے ہوئے ہر اُس عورت کے لئے فرض ہے جو اپنے آپ کو مومن کہتی ہے اور بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اپنے آپ کو شامل سمجھتی ہے۔اور اِس میں اُن مَردوں کے لئے بھی حکم ہے جو اپنی بیویوں کے پردے اِس لئے اُتروا دیتے ہیں کہ ہمیں باہر سوسائٹی میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا backward ہے،اپنی بیویوں کو پکّا پردہ کرواتا ہے۔یہاں یورپ میں پردہ کے خلاف وقتاً فوقتاً اُبال اُٹھتا رہتا ہے اور فرانس اس میں پیش پیش ہوتا ہے۔وہیں سے عام طور پر یہ تحریکیں شروع ہوتی ہیں۔اور پھر ردّعمل کے طور پر مسلمانوں کی طرف سے پردہ برداروں کا ایک جلوس نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔اور پردہ کے اِن جلوسوں میں اکثر مُنہ لپیٹے ہوئے وہ لوگ ہوتے ہیں اور پردہ کرنے والوں کی اُن میں ایسی تعداد ہوتی ہے جو آپ کو بازار میں اکثر ننگے مُنہ پھرتی نظر آئیں گی بلکہ لباس بھی قابلِ شرم ہوں گے۔یہ اِس لئے ہے کہ اُن کی کوئی رہنمائی

نہیں ہے۔ایک وقتی جوش اور اُبال ہے جو ردّعمل کے طور پر ظاہر ہوتا ہے اور جو پردے پر پابندی کا ردّعمل ہے۔ لیکن ایک احمدی عورت اور ایک احمدی نوجوان لڑکی جو پردہ کی عمر کو پہنچ چکی ہے، اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ پردہ اُس کے ایمان کا حصّہ ہے۔ اُن احکامات میں سے ہے جن کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی احمدی بچیاں اِس حقیقت کو سمجھتی ہیں۔

گزشتہ دنوں پردہ کے خلاف فرانس میں جو رَو چلی تھی اُس پر ایک احمدی نوجوان بچی جو وقفِ نو بھی ہے اور جرنلزم میں ماسٹرز کر رہی ہے، اُس نے اخبار کو خط لکھا کہ ایک طرف تو یورپ فرد کی آزادی اور مذہبی آزادی کا نعرہ لگاتا ہے اور دوسری طرف پردہ جو ہمارے مذہب کے احکامات میں سے ایک حکم ہے اُس پر تم پابندی لگاتے ہو جبکہ ہم جو پردہ کرنے والی خواتین ہیں اُسے خوشی سے قبول کرتے ہوئے اپنے خدا کے حکم کے مطابق اُس پر عمل کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ تمہارا جو مذہبی آزادی دینے کا دعویٰ ہے صرف ایک اعلان ہے اور اِس سے زیادہ اِس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آج کل مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہے جو پردہ نہیں کرتی اور اب تو ان کے لباس بھی اتنے ننگے ہو گئے ہیں کہ ٹی وی وغیرہ پر بعض دفعہ جو پروگرام آرہے ہوتے ہیں، انہیں دیکھ کر شرم آتی ہے اور پھر یہ مسلمان کہلانے والی ہیں۔ اور خشکی اور تری میں فساد سے یہی مُراد ہے کہ نہ دین باقی رہا نہ اسلام باقی رہا لیکن پھر بھی مسلمان کہلانے والی ہیں۔

لیکن ایک احمدی عورت جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے احمدیت صرف اپنے ماں باپ کی عزّت کی وجہ سے قبول نہیں کرنی یا صرف اِس لئے اپنے آپ پر احمدیت کا لیبل چسپاں نہیں کرنا کہ ایک احمدی گھرانے میں پیدا ہونے کی مجھے سعادت ملی ہے اور اِس کے علاوہ میرا کوئی اور راستہ نہیں کہ میں اپنے احمدی ہونے کا اعلان کروں کیونکہ میرے گھر والے احمدی ہیں، میرا خاندان احمدی ہے۔ اِس لئے ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ ایک احمدی عورت کو احمدیت کی تعلیم کا پتہ ہونا چاہئے۔ ایمان کی مضبوطی کا پتہ ہونا چاہئے۔ ایک احمدی کی عزّت اِس بات میں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے ایمان میں اتنی مضبوطی پیدا کریں کہ دنیا کی کوئی خواہش اُسے اُس کے

ایمان سے ہٹا نہ سکے، اُس کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکے۔

احمدی ماؤں کا بھی یہ کام ہے کہ اپنے بچوں کی اِس رنگ میں تربیت کریں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اُس کو راضی کرنے کے لئے ہر کوشش اُس کی اوّلین ترجیح ہو۔ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک احمدی مائیں بھی اپنے آپ کو ایمان کے اعلیٰ معیار تک لے جانے کی کوشش نہیں کریں گی۔ ماؤں کے قدموں میں جو جنّت رکھی گئی ہے وہ اس لئے ہے کہ جہاں اُن کا اپنا ایمان اور خشیت اللہ بلندیوں پر ہو وہاں اُن کی نیک تربیت سے اُن کے بچوں کے ایمان بھی ترقی پذیر ہوں ورنہ ہر ماں تو جنّت کی خوشخبریاں دینے والی نہیں ہے۔ پس ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو یاد کریں کہ میں ایمانوں کو مضبوط کرنے آیا ہوں۔

پردہ کی ایک مثال مَیں نے یہاں کے ماحول کے بچیوں کی ذات پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے دی ہے۔ اِس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ یہاں سے میری مُراد صرف انگلستان کی احمدی عورتیں اور نوجوان لڑکیاں نہیں ہیں بلکہ یورپ میں بسنے والی بھی ہیں اور امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں بسنے والی بھی ہیں اور افریقہ میں بسنے والی بھی ہیں اور ایشیا میں بسنے والی بھی ہیں اور جو بھی مغرب کے ماحول سے یا غلط قسم کے ماحول سے، آزادی کے ماحول سے متأثر ہو کر قرآن کریم کی واضح تعلیم اور واضح حکموں کی خلاف ورزی کرتی ہیں وہ اپنے ایمانوں میں کمزوری دکھا رہی ہیں۔ بلکہ اب تو مجھے پاکستان سے بھی شکایات آتی ہیں کہ بعض شہروں میں نوجوان لڑکیوں کے لباس قطعاً ایسے نہیں کہ وہ احمدی کہلا سکیں۔ جہاں اکثریت اللہ کے فضل سے شرعی احکامات کی پابندی کرنے والی ہے وہاں کئی پرانے اور اچھے احمدی خاندانوں کی لڑکیاں اپنے حجابوں سے نہ صرف باہر آ رہی ہیں بلکہ بعض اوقات اُن کے لباس بھی قابلِ اعتراض ہوتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے MTA کے ذریعہ تمام دنیا میں براہِ راست پیغام پہنچ جاتا ہے اس لئے مَیں جب بھی کسی بڑے فنکشن میں بات کرتا ہوں تو تمام دنیا کے احمدیوں کو ذہن میں رکھ کر کرتا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ مُنہ سے یہ کہہ دینا کہ ایمان کے جو تمام رکن ہیں ہم اُن پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے کوئی نہیں جو ہمیں

مومن کہنے سے روک سکے، یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شیطان ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے پہلے حملہ کرتا ہے اور پھر بڑی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض نوجوان بچے بچیاں یہ سمجھتے ہیں کہ بعض حرکات مثلاً لڑکے لڑکی کا جو نامحرم بھی ہیں اکیلے بازاروں میں گھومنا، لڑکے لڑکیوں کے گروپ کا ناچ گانے کی محفلیں لگانا وغیرہ اور اِس طرح کی بہت سی جواَور برائیاں ہیں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ اِس پہ زیادہ زور نہیں دینا چاہئے۔ اِن کو برائیاں سمجھ کر پھر یہ خیال کرنا کہ احمدی معاشرہ اِن باتوں کو ناپسند کرتا ہے، یہ بھی ان کی سوچ ہے کیونکہ جماعت اِن معاملات میں زیادہ سخت ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ سب غیر اخلاقی باتیں ہیں اور دین اسلام اِس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اگر ان کی کوئی ایسی سوچ ہوتی ہے کہ کیونکہ احمدی معاشرہ ناپسند کرتا ہے اِس لئے کرتے جاؤ۔ اور اگر کوئی احمدی اُنہیں نہیں دیکھ رہا جسے ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں یا پھر کوئی عہدیدار نہیں دیکھ رہا جس سے خطرہ ہو کہ شکایت پہنچ جائے گی یا کوئی بھی ایسا شخص جس سے یہ خطرہ ہو کہ شکایت لگا دے گا، وہ نہیں دیکھ رہا تو جو مرضی کرو، جس طرح دل چاہے کرو۔ یہاں مغربی معاشرے کا اثر ہے کہ جو برائی اپنی مرضی سے کی جائے جس سے دوسرے کا نقصان نہ ہوتا ہو تو وہ چاہے جتنی بھی اخلاق سوز ہو اُس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہے، جس کے ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے، تو کبھی یہ سوچ نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو بھی تم عمل کرتے ہو اُسے مَیں دیکھ رہا ہوں۔

اگر ہر کام کرنے سے پہلے، چاہے آپ اُسے چھوٹا ہی سمجھ رہی ہوں، یہ خیال دل میں لے آئیں کہ جو میں کرنے جا رہی ہوں اسے خدا دیکھ رہا ہے۔ ایک طرف میرا احمدی ہونے کا دعویٰ ہے اور دوسری طرف جس کو احمدی معاشرہ یا اسلامی معاشرہ برا سمجھتا ہے وہ مَیں کر رہی ہوں تو یقیناً اسلام میں ایسی حرکتیں منع ہی ہیں تبھی برا سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ سوچ ہوگی تو دنیا کے لہو ولعب سے بیزاری ہوگی اور نیک اعمال بجالانے کی طرف رغبت پیدا ہوگی۔

ایک طرف تو آج کل کے نام نہاد روشن معاشرے میں رہنے والے نوجوان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے اندر سچائی ہے اور ہم حق بات کہنے سے نہیں جھجکتے اور دوسری طرف جو اپنا عہد بیعت ہے اسے نہیں نبھاتے تو یہ کیسی سچائی ہے؟ ایک اعلان جو ہر نوجوان لڑکی اور نوجوان لڑکا اور مرد اور عورت یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا لیکن جب معاشرے کے لہو ولعب، کھیل کود کا معاملہ آ جائے تو دین کی تعلیم بھول جاتے ہیں۔ ٹی وی چینلز اور انٹرنیٹ پر جو بیہودہ اور لغو فلمیں اور پروگرامز دکھائے جاتے ہیں، یہ بعض نوجوان بچے بچیاں بڑے شوق سے دیکھتے ہیں بلکہ بعض گھروں میں پورا گھرانہ ان کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ بڑے بھی اور چھوٹے بھی اور بچے بھی بلکہ نابالغ بچے بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اسے برائی نہیں سمجھا جاتا۔ جن گھروں میں بھی رشتوں کے بعد لڑکے لڑکی میں رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، اور پھر جن کے گھر اور جن کے رشتے رنجشوں کی وجہ سے ٹوٹتے ہیں ان کا میں نے جائزہ لیا ہے کہ ٹی وی کے بیہودہ چینلز کی آزادی، انٹرنیٹ اور لڑکے لڑکیوں کا آپس کا میل جول اور دوستیاں اس کی وجہ بنتی ہیں۔ کیونکہ ان چیزوں کے بعد پھر ایسی عادتیں پڑ جاتی ہیں کہ شرافت کی زندگی گزاری ہی نہیں جاسکتی اور جو بھی شریف ماحول کا لڑکی یا لڑکا شادی ہو کر ایسے ماحول میں آتا ہے وہ کچھ عرصہ بعد ہی اس رشتے کو توڑ دیتا ہے۔

پس غور کریں، سوچیں کہ ایک طرف احمدی ہونے کا دعویٰ ہے، اُس شخص کی بیعت میں آنے کا دعویٰ ہے جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ مَیں دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ لوگوں کو اعمالِ صالحہ پر چلانے کے لئے بھیجا گیا ہوں تو پھر اپنے عمل اُس سے بالکل اُلٹ کرنا یہ تو عجیب بات ہے۔

آج مَیں یہ باتیں خاص طور پر خواتین کے سامنے، لجنہ کے سامنے اِس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ عورتوں کی ذمہ داری ہے۔ اُن ماؤں کی ذمہ داری ہے جن کی گود میں بچے پل رہے ہیں کہ بچپن سے ہی بچوں کے کانوں میں اچھائی اور برائی کی تمیز ڈالیں۔ بچپن سے ہی بچوں کو یہ بتائیں کہ ہم احمدی ہیں۔ اور کیوں احمدی ہیں؟ ہمارے میں اور دوسرے میں کیا فرق ہے؟

جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اُن کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہم نے دنیا کو خدا کے حضور جُھکنے والا بنانا ہے یا ہم نے دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے لانا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ہمارا ہے کہ ہم نے یہ کام کرنے ہیں۔ اسی طرح جو نوجوان بچیاں میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں اُن کی اپنی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو دنیا کے لہوولعب اور کھیل کود میں اور غلاظتوں میں نہ ڈالیں اور اِن سے بچا کر رکھیں کیونکہ آئندہ قوم کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ پر پڑنے والی ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام نے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا پر غالب آنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کی اٹل تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے۔ اگر آپ لوگ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے اور اپنی نسلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی تو اُس تقدیر کا حصہ بن کر دنیا و آخرت میں جنتوں کی وارث بنیں گی ورنہ اَور لوگ اس حق کو ادا کرنے کے لئے آگے آجائیں گے۔ اِس ضمن میں مَیں ماں باپ کو بھی یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں اور پہلے بھی کئی مرتبہ اِس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ماں باپ جس طرح بچپن میں اپنے بچوں سے پیار محبت کا اور دوستانہ تعلق رکھتے ہیں، بڑے ہونے تک یہ تعلق قائم رکھیں۔ لڑکیاں ماؤں کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ اُنہیں ہر بات ماں سے کرنی چاہئے کیونکہ وہ کر سکتی ہیں۔ ماؤں کو ان کے اندر اتنا اعتماد پیدا کرنا چاہئے کہ وہ آپ سے ہر بات کریں۔

بے شک ماں باپ کا کام اپنے لڑکے لڑکیوں کی نگرانی کرنا اور تربیت کرنا ہے لیکن لڑکیوں کی تربیت زیادہ کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پھر آئندہ نسلوں کی زیادہ بہتر تربیت ہوتی ہے۔ گو اِس سے بعض نوجوان بچیوں نے یہ غلط تأثر لیا ہے اور میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ لڑکیاں اس بات سے شاکی ہیں کہ ماں باپ ہمارے پر زیادہ نظر رکھتے ہیں اور لڑکوں کو کچھ نہیں کہتے۔ اگر ماں باپ اپنے گھروں میں یہ تأثر پیدا کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ جماعت کی آئندہ ترقی کے لئے لڑکوں کی تربیت بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی لڑکیوں کی۔ اور لڑکوں کی تربیت میں بعض معاملات میں خاص طور پر ماں باپ دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اور یہ بہت ضروری ہے۔ لڑکوں کی تربیت کی اہمیت کے پیش نظر ہی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی اس کے

مخاطب ہیں۔ اگر باپ گھروں میں دینی باتیں کرتے رہیں تو بچوں کی دین کی طرف توجہ رہتی ہے۔ کئی مائیں مجھے شکایت کرتی ہیں کہ ہمارا بچہ چودہ پندرہ سال تک تو ٹھیک رہتا ہے اُس کے بعد مسجد آنے میں بھی کمی ہوتی ہے اور دوسری جماعتی مصروفیات میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ یہاں باپوں کا بھی کام ہے کہ باہر کی نگرانی کریں لیکن پیار سے اور خود ماں باپ کے نمونے ایسے ہوں کہ بچے سمجھیں کہ حقیقی زندگی یہی ہے جو ہمارے ماں باپ گزار رہے ہیں۔

اور ان بچیوں کو بھی مَیں کہتا ہوں جن کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ ہمارے ماں باپ لڑکوں پر اتنی سختی نہیں کرتے جتنی ہمارے پر کرتے ہیں یا اُتنی نظر نہیں رکھتے جتنی ہمارے پر رکھتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ہمیشہ یہ سوچا کریں کہ ماں باپ میرا بُرا سوچ رہے ہیں یا اچھا؟ اور جب آپ اِس سوچ کے ساتھ ماں باپ کی باتوں کو سُنیں گی تو سوائے استثنائی صورت کے اِلَّا مَاشَاءَ اللہ اکثر بچے یہی کہیں گے کہ ہمارے ماں باپ ہماری بہتری کا ہی سوچ رہے ہیں اور محبت کے اُس جذبے کی وجہ سے سوچ رہے ہیں جو اُن کے دل میں ہمارے لئے ہے۔

یہاں میں ایک بات اَور واضح کرنا چاہتا ہوں اور اکثر مَیں ایسے نوجوانوں کو جو اپنی اسلامی اقدار بھول جاتے ہیں اور خاص طور پر پاکستانی جو اپنی اچھی معاشرتی روایات بھی بھول جاتے ہیں، یہ کہا کرتا ہوں کہ اپنے اندر اعتماد پیدا کرو کہ اسلامی تعلیم ہی سب سے اعلیٰ تعلیم ہے۔ یہی تعلیم تھی جس کو مسلمانوں نے جب تک اپنائے رکھا علم میں بھی ترقی کرتے رہے اور اخلاق میں بھی ترقی کرتے رہے۔ دنیا میں حکومتیں بھی اُن کے ہاتھ میں رہیں اور دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں ان سے خوفزدہ بھی رہیں۔ اور جب یہ سب کچھ جاتا رہا تو نہ علم رہا، نہ دین رہا، نہ دنیا رہی۔ اور یہ سب اِس لئے ہوا کہ اِسلامی اخلاق اور قدروں کو بھول گئے۔ عورت اور شراب کی برائیوں میں مبتلا ہو گئے۔ خود غرضی اُن میں پیدا ہو گئی۔ دھوکہ اور دوعملی ان میں پیدا ہو گئی۔ عورتیں اپنا تقدّس بھول گئیں۔ مرد اپنی ذمہ داریاں بھول گئے اور یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدی کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہو گی اور اِس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت

کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری ہے تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عملِ صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام اُن میں جاری رکھے گا۔ لیکن ایسے لوگ جو اسلامی اقدار کو چھوڑ کر کسی احساسِ کمتری کی وجہ سے نام نہاد ترقی یافتہ دنیا کے غلط کاموں کی پیروی کرتے ہیں وہ نہ دین کے رہیں گے نہ، دنیا کے۔

کئی مرد، عورتیں میرے پاس آتے ہیں جن کو کچھ سال گزرنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے دنیا کی آزادی کو سب کچھ سمجھ کر اُسے اپنایا اور نقصان اُٹھایا۔ اور اب احساس ہوا کہ ہم غلط تھے اور ہمارے بڑے ہمیں سمجھانے والے صحیح تھے۔ پس بجائے اِس کے کہ بعد میں احساس ہو، بہتر یہی ہے کہ ابھی سے خدا تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے اُس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں جس نے پندرہ سو سال پہلے بھی خشکی اور تری کے فساد کو دور کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخرین میں بھی اِس خشکی اور تری کے فساد کو دُور کیا اور کر رہی ہے۔

احمدیت کی تاریخ بھی ایسے کئی واقعات سے بھری پڑی ہے کہ رشوت خور اور شرابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کے بعد پانچ وقت کے نمازی، نوافل ادا کرنے والے اور ہمیشہ عملِ صالح کی تلاش میں رہنے والے بن گئے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد ان نیکیوں پر قدم مارنے والی ہے۔ پس مَیں جب اس بارے میں توجہ دلاتا ہوں یا مجھ سے پہلے جو خلفاء نے توجہ دلائی تو اِس لئے کہ جماعت کی طرف منسوب ہونے والا کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو نیکیوں میں ترقی کی بجائے برائیوں میں بڑھ رہا ہو۔ اگر مَیں بعض باتوں کی طرف سختی سے توجہ دلاتا ہوں یا بعض پر سختی کرتا ہوں تو کسی غصے یا غضبنا کی کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے یہ میرے فرائض میں داخل کیا ہے کہ ہمدردی کے جذبہ کے تحت ہر اُس شخص کو جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، سانپ کے منہ میں جانے سے روکوں، دلی درد کے ساتھ اِس کی کوشش کروں۔ اب جبکہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا زمانہ پالیا ہے تو بار باراُن راستوں کی طرف چلنے کی یاددہانی کرواؤں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے عہدِ بیعت کا پاس کرتے ہوئے چلنے کی کوشش کروتا کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک عام احمدی سے اِس شرط پر بیعت لی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا۔ ہمدردی کا یہ تقاضا ہے کہ ہر احمدی دوسرے سے ہمدردی کرے تو میرا تو سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے۔ اِس لئے میں تلقین بھی کرتا ہوں اور اِس کے لئے میں دُعا بھی کرتا ہوں کہ ہر احمدی عورت، مرد، بچہ، جوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اُترنے والا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے اُن میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔...... اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔......''

فرمایا کہ: ''یقیناً جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور اُن کے غیر میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہی نہیں ہے'' (کوئی فرق ہی نہیں ہے) ''تو پھر خدا کوئی کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُن کو'' (جو غیر ہیں) ''ذلّت دے اور عذاب میں گرفتار کرے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ. '' (المائدة:28) (یقیناً اللہ متقیوں کو ہی قبول کرتا ہے۔ انہی کی قربانیاں قبول کی جاتی ہیں۔ انہی کی دُعائیں قبول کی جاتی ہیں)۔ فرمایا: ''متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔''

فرمایا: ''ایمان کا پتہ مقابلہ کے وقت لگتا ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 454-455 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کے معیار کیا ہیں؟ کیا دنیا کے رسم و رواج ہمارے ایمان پر حاوی تو نہیں ہو رہے؟ کیا دنیا کے کھیل کود اور جو تمام تفریحیں ہیں اور جس کو ہم fun سمجھتے ہیں ہمارے ایمان پر اثر انداز تو نہیں ہو رہیں؟ کیا ہمارے دعوے اور منہ کے الفاظ ہمارے عمل سے مختلف تو نہیں؟۔ ہم جو دُنیاوی تعلیم سے اپنے آپ کو آراستہ سمجھتے ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم صحیح کو صحیح کہنے والی اور غلط کو غلط کہنے والی ہیں اور اِس کو کہنے سے نہیں جھجکتیں، کیا حقیقت میں ہم اس پر عمل کرنے والی بھی ہیں؟ پس جب اپنے جائزے لینے کی عادت پڑے گی تو اصلاح کی طرف بھی توجہ ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فرماتے ہیں کہ:

''ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس آپؑ کا یہ خطاب جماعت کے ہر فرد مرد، عورت، جوان، بوڑھے اور بچے کے لئے ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ صرف مرد ہی اس کے مخاطب ہیں۔ پاک معاشرے کے قیام کے لئے عورت کو مَردوں سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران ہے کیونکہ وہ قوم کی نئی نسل کی تربیت گاہ ہے، کیونکہ وہ جماعت کی امانت جو بچوں کی شکل میں اُن کے پاس ہے اُس کی امین ہے۔ پس مَیں عورتوں سے کہوں گا کہ اپنے گھروں کی نگرانی کا حق ادا کریں۔ نئی نسل کی تربیت کا حق ادا کریں۔ جماعت کی امانت کا امین ہونے کا حق ادا کریں اور یہ حق تبھی ادا ہو سکتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے عہدِ بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والی بنیں گی۔ جب آپؑ کی بیعت کے مقصد کو سمجھنے والی بنیں گی۔

اِسی طرح مَیں نوجوان بچیوں سے بھی کہتا ہوں جو پندرہ سال سے اوپر پہنچ کر اِس معاشرے کے

زیر اثر جس میں ہر جگہ فساد ہے اپنی اِنفرادیت کو بھول جاتی ہیں، اپنے مقام کو بھول جاتی ہیں، اپنے تقدّس کو بھول جاتی ہیں کہ اپنے تقدّس اور اپنے مقام کو سمجھیں۔ واقفاتِ نَو بچیوں نے تو دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہوا ہے اُن کے نمونے تو اعلیٰ ہونے ہی چاہئیں۔ جو بچیاں وقفِ نو میں شامل نہیں ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اُن کو جماعت نظر انداز کرتی ہے۔ جماعت کی ہر بچی کا ایک تقدس ہے اِسے قائم رکھنا آپ کا فرض ہے۔

پس ہر احمدی بچی کا ایک مقام ہے اُس مقام کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے۔ بہت سی بچیاں جو اس بات کو سمجھتی ہیں اُن کے پاک نمونوں کی وجہ سے مسلمانوں میں سے بھی اور غیر مسلموں میں سے بھی اُن کی ہم عمر بچیاں اُن سے تعلق کی وجہ سے جماعت سے تعلق رکھتی ہیں اور اُس کے نتیجے میں پھر آخر کار وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو جاتی ہیں۔

پس اِس حقیقت کو سمجھیں کہ یہی چیز آپ کو خدا کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گی۔ پس دنیا کی خواہشات کے پیچھے دوڑنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اِس تعلق میں مضبوطی پیدا کرتی چلی جائیں۔ اپنے نیک نصیب ہونے اور نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے دُعائیں بھی کریں اور بہت دُعائیں کریں۔ جب اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق جوڑیں گی تو اللہ تعالیٰ قبولیت بھی فرماتا ہے تا کہ آپ کی گودوں میں پلنے والی آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی ہوں اور یہی تربیت اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہے جو بچوں کے لئے بھی جنت کے دروازے کھلنے کا باعث بنے گی اور ماؤں کے لئے بھی جنت کے دروازے کھلنے کا باعث بنے گی۔

اللہ تعالیٰ سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور اعمالِ صالحہ بجالاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی وارث بنتی چلی جائیں۔ آمین۔ اب دعا کرلیں۔

عائلی زندگی کے آداب اور تربیتِ اولاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

لجنہ اِماءاللہ و ناصرات الاحمدیہ برطانیہ سے خطاب

سالانہ اجتماع 2009ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

خواتین سے روح پرور خطاب

برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2009ء

بتاریخ 4 اکتوبر 2009ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد (یوکے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ۔

مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ؕ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔ (سورۃ النساء۔ آیت 2)

لجنہ اماء اللہ کے اجتماع پر عموماً یہ روایت ہے کہ آخری تقریر میری ہوتی ہے۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ

اجتماع ختم ہو جاتا ہے۔ اس سال کیونکہ انصار اللہ کا بھی اجتماع آپ کے ساتھ ہی ہو رہا ہے اور اُس میں بھی میری شمولیت ہونی تھی، اس لئے یہی پروگرام بنایا گیا کہ آپ کو مَیں پہلے وقت کچھ باتیں کہہ لوں اور انصار اللہ کو آخر میں دوپہر کے سیشن میں۔ بہرحال انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ایک ہی وقت میں اجتماع کرنے کا اس دفعہ یہ پہلا تجربہ ہے۔ کس حد تک یہ تجربہ کامیاب ہوا ہے؟ اس بارے میں تو جو لوگ یہاں آئے ہیں اُن کے تأثرات سے بعد میں پتہ لگے گا لیکن جو حاضری کی رپورٹ پیش کی ہے اُس سے لگتا ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت اس سال حاضری کم ہے یا ٹرانسپورٹ کے مسائل ہیں یا اور کچھ وجوہات ہیں یا لوگوں کو لندن سے یہاں آنے میں دقّت ہے۔ جو دُور کی مجالس ہیں وہ تو یقیناً آئی ہوں گی۔ جس طرح لندن کے لئے آنا ہے اُسی طرح اسلام آباد آنا ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ لندن کی حاضری یا اجتماع میں شمولیت اس دفعہ کم ہے۔ بہرحال جو بھی وجہ ہے۔ اور یہاں اجتماع کرنے کے باقی انتظامی لحاظ سے بھی کیا فائدے اور کیا نقصان ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی بعد میں آپ لوگوں کے تأثرات سے ہی علم ہو سکتا ہے۔

اب میں اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں اور آپ سے چند باتیں کہنی چاہتا ہوں جس کی آج کے احمدی معاشرے میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بہت ضرورت ہے۔ لیکن کیونکہ میں آپ سے مخاطب ہوں اس لئے عورتوں کے حوالے سے بات کروں گا اور یہ تمام باتیں قرآن کریم اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے میں کر رہا ہوں اور ظاہر ہے خلیفہ وقت جب بھی کوئی بات کرتا ہے تو انہی پر بنیاد رکھتے ہوئے بات کرتا ہے اس سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کے ذہن میں کبھی یہ سوال نہیں اٹھنا چاہئے کہ یہ مشرق میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں یا مغرب میں رہنے والی عورت کے لئے باتیں ہیں۔ مغرب میں رہنے والی عورتوں سے مراد وہ احمدی عورتیں ہیں جو خالصتاً مغربی نسل یعنی یورپین قوموں سے ہیں۔ مختلف اقوام کے جو لوگ ہیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ یا ایشین اور افریقن قوموں کی احمدی ہیں جو یہیں پیدا ہوئیں اور یہیں پلی بڑھیں یا بچپن یا جوانی کی عمر میں یہاں آ کر آباد ہو گئیں۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ یقیناً اسلام کے دعویٰ، قرآن کریم کے دعویٰ اور آنحضرت ﷺ کے دعویٰ کے

عین مطابق ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور اس میں بیان کردہ احکامات اور تعلیمات ایسی ہیں جن کے متعلق یہ کہا ہی نہیں جاسکتا کہ اس پر عرب قوم کے لئے عمل کرنا تو آسان تھا لیکن عرب دنیا سے باہر اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ نہیں، بلکہ قرآنی تعلیمات جیسی عربوں کے لئے قابل عمل اور اُن کی فطرت کے مطابق تھیں ویسی ایشیا کے دوسرے ممالک کے لئے قابل عمل اور فطرت کے مطابق ہیں اور اُسی طرح یورپ کے لئے بھی ہیں اور افریقہ میں بسنے والوں کے لئے بھی ہیں اور جزائر میں رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور امریکہ کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ہیں اور اسی طرح یہ تعلیم جیسی آج سے پندرہ سو سال پہلے قابل عمل تھی ویسی آج بھی قابل عمل ہے اور قیامت تک یہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے مطابق اپنی تعلیم پیش کرنے والا ہے۔ پس یہ خیال کرنا کہ اسلام کوئی دقیانوسی اور پرانے زمانہ کا مذہب ہے، اس کے احکامات بڑے سخت ہیں، اس میں سختی اور شدت پائی جاتی ہے، یہ سب لغو اعتراضات ہیں، فضول اعتراضات ہیں جو آجکل بڑی شدت سے غیر مسلم معترضین کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم وہ جامع اور مکمل ضابطہ اخلاق ہے جس نے گھریلو سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اور بچوں کے حقوق وفرائض سے لے کر حکومتوں کے حقوق وفرائض تک تمام باتیں بیان فرمادی ہیں۔ گھریلو امن و سلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی بتادیئے اور معاشرے کے امن اور سلامتی کے قائم رکھنے کے اصول بھی بتا دیئے۔ اور پھر بین الاقوامی سطح پر قیام امن کے لئے سنہری اصولوں کی نشاندہی بھی فرمادی۔ آج بھی دنیاوی طور پر اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ سمجھنے والے جو لوگ ہیں اور جو اپنے آپ کو روشن دماغ سمجھتے ہیں، اُن کے سامنے جب اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کی جائے تو بے اختیار اُن کا پہلا ردّعمل یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلامی تعلیم ہے تو اس سے تو سوائے امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کے کچھ نہیں پھیل سکتا۔ یہ پیار، امن، محبت اور بھائی چارہ پھیلانے والی تعلیم ہے۔ پس کسی سچے احمدی مسلمان عورت یا مرد۔ نوجوان یا بچے کو اس بات پر شرمسار نہیں ہونا چاہئے، شرمندہ نہیں ہونا چاہئے۔ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے بعض تعلیمات پر عمل کر کے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ لوگ ہمارے پردے کا مذاق اڑاتے ہیں

یا ہمارے برقعہ کا مذاق اڑاتے ہیں، یا ہمارے لباس کا مذاق اڑاتے ہیں یا ہماری نماز کے طریق کا مذاق اڑاتے ہیں۔ نوجوان بچیوں کو اور اُن لوگوں کو جو کسی بھی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی باتوں کو سن کر کسی قسم کے complex کا شکار ہو جاتے ہیں اس کی بالکل کبھی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اگر یہاں لوگوں کو، نوجوانوں کو جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، جن کے چرچ بھی اب فروخت کے لئے بازار میں رکھ دیئے گئے ہیں، اس بات پر فخر ہے کہ ہم ہی صحیح ہیں اور آزادی کے نام پر جو چاہو کرلو اور وقت ثابت کر رہا ہے کہ اُن کی اس سوچ کے نتائج اُنہیں اخلاقی گراوٹوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ بچے ہیں تو وہ ماں باپ کی بے ادبی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں، جیسا کہ مَیں اپنے خطبے میں بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اب اس غیر ضروری اور بچوں کے بے جا حقوق کے تحفظ کے خلاف ٹی وی پروگراموں پر آوازیں بھی اٹھنے لگ گئی ہیں کہ معاشرے کا امن، گھروں کا سکون اور بچوں کے اخلاق اس قدر نیچے گر رہے ہیں اور تباہی کی طرف جا رہے ہیں کہ اس کا سدّ باب کرتے ہوئے ہمیں کچھ حدود لاگو کرنی پڑیں گی۔

پھر میاں بیوی کے تعلقات اور رشتوں کو قائم رکھنا ہے تو وہ گرتے چلے جا رہے ہیں اور انحطاط پذیر ہیں۔ برداشت نہ ہونے کی وجہ سے رشتے ٹوٹ رہے ہیں۔ طلاقوں کی شرح بے انتہا ہے۔ Arranged marriage کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور اس کو رشتے ٹوٹنے کی وجہ بیان کیا جاتا ہے۔ جو یہاں کے رہنے والے ہیں جو مسلمان نہیں ہیں جو احمدی نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے تو arranged marriage نہیں ہوتے پھر کیوں اتنے زیادہ ان کے رشتے ٹوٹتے ہیں۔ اکثریت کے رشتے ٹوٹ رہے ہیں، ان کی ایک بہت بڑی شرح جو ہے جو percentage ہے، اُن کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ اپنی پسند کی شادیاں کر رہے ہوتے ہیں۔ رشتے ٹوٹنے کی کچھ اور وجہ بھی ہے جو بے صبری ہے اور تقدس کی پامالی ہے۔ عورت نہ خود اپنا تقدس قائم رکھتی ہے اور نہ ہی مرد اس کا تقدس قائم رکھتا ہے اور پھر بے اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پھر رشتے ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔ بہت سے بچے جن کے single parents ہیں بہت سی برائیوں میں مبتلا ہیں۔ نہ ہی ان پر معاشرہ کی کوئی پابندی ہے نہ مذہب کی طرف سے کوئی پابندی ہے کہ کن پابندیوں میں ان کو

رکھنا ہے تا کہ وہ مفید وجود بن سکیں ۔ نہ قانون کی کوئی پابندی ہے بلکہ اگر ان کو کچھ کہا جائے تو قانون ان کی حمایت کرتا ہے۔نتیجہ سامنے ہے کہ ان single parents کے بچے بچپن میں بھی اور پھر جب teenagers میں شمار ہوتے ہیں تو ان کے جرائم کی شرح بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یہ بچے اس لئے جرم نہیں کرتے کہ کسی کا کوئی مقصد ہے۔ چاہے کوئی غلط مقصد ہی ہو لیکن کوئی مقصد تو ہونا چاہئے جس کے لئے یہ کام کررہے ہوں۔ بلکہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ دل بہلاوا ہے۔ چند لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہو کر gang بنا لیتے ہیں اور پھر fun کے طور پر دوسروں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔اور جوں جوں معاشی مسائل بڑھ رہے ہیں آجکل inflation کی وجہ سے credit crunch کی وجہ سے، میاں بیوی کے تعلقات کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔اور بچوں کی اخلاق سوزیوں کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہاں تو لڑکے لڑکیاں اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں میری مراد اُن لوگوں سے ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ان میں سے اکثریت کی بظاہر بڑی محبت کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود کچھ عرصے کے بعد ایک بہت بڑی شرح ان رشتوں کو توڑ دیتی ہے اور پھر مرد اور عورت اپنی اپنی نئی دنیا بسانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور پھر بعض اوقات ایسے معاملات بھی آتے ہیں کہ مرد نے عورت کی پہلی اولاد کو ظالمانہ طور پر مار دیا ٹی وی پر بھی خبریں آتی ہیں کسی کو مکے مار مار کر مار دیا تو کسی کا گلا دبا کے مار دیا تو کسی کو کسی اور ذریعے سے قتل کر دیا اور ان بچوں کی جو مائیں ہیں جن کے پہلے خاوندوں سے وہ بچے ہوتے ہیں، جب اُن سے پوچھو کہ تمہارے بچے کو تمہارا دوست یا نیا خاوند مار رہا تھا تم نے کچھ نہیں کیا۔تو وہ بھی یہی جواب دیتی ہیں کہ میرے محبوب اور میرے دوست نے جو اُس کی مرضی تھی کیا اور مجھے بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اُس نے میرے بچے کو مار دیا۔ گویا ماں جو ممتا اور پیار اور قربانی کی اعلیٰ ترین مثال سمجھی جاتی تھی، ظلم و بربریت کی مثال بنتی جارہی ہے۔ کیا یہ تعلیم کی وہ روشنی اور ترقی ہے جس کی تقلید ایک احمدی عورت اور ایک بچی کرے جبکہ اُس کے پاس خدا تعالیٰ کی ناقابل مثال تعلیم کا خزانہ موجود ہے۔ پس احمدی نوجوان کو چاہے وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے، اس بات پر فخر ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ہمارے زندہ خدا کی طرف سے، ہمارے زندہ رسول کی طرف سے ایک تعلیم اتاری

گئی ہے۔اور وہ زندہ قرآنی تعلیم کا ایک ایسا خزانہ ہے جو ہماری دنیا وآخرت سنوارنے والا ہے اور ہماری نسلوں کی دنیا وآخرت سنوارنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کے در و دیوار کو پیار و محبت کے حسن سے آراستہ کرنے والا بھی ہے۔ ہمارے گھروں کو اُس روشنی سے منور کرنے والا ہے جو ہمارے ظاہر کو بھی روشن کرتی ہے اور ہماری روح کو بھی روشن کرتی ہے۔ ہمیں اس دنیا میں بھی جنت کے نظارے دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم اُس پر عمل کر کے دیکھتے ہیں۔اور وہ ہماری اخروی زندگی میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی ہے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کرے گی۔انشاءاللہ۔

پس اس تعلیم کی قدر کریں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور اس دنیا کی زندگی کی فکر نہ کریں بلکہ اُس زندگی کی فکر کریں جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ: ''اے لوگو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اُن دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے''۔ان آیات میں ایک ایسا مضمون بیان ہوا ہے اگر دونوں فریق اس پر عمل کریں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ گھریلو جھگڑے ہوں، رنجشیں پیدا ہوں اور رشتے ٹوٹیں یا سسرال سے مسائل پیدا ہوں۔اس آیت میں فرمایا کہ ''تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے''۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تمہیں ایک مشترکہ مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اس لئے مرد اور عورت، خاوند اور بیوی اِس مشترک مقصد کی تلاش میں رہو۔اُسے ڈھونڈو اور اس میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ یہ نیا رشتہ قائم ہو جانے کے بعد معاشرے کے امن کے لئے دونوں کوشش کرو اور اس کی سب سے پہلی بات یا ابتداء وہ ہے جو اس رشتہ کی وجہ سے دو خاندانوں کے بندھن کے ذریعہ آپس میں تعلق پیدا ہوا ہے۔پس اس تعلق کو اس نہج پر چلاؤ کہ رشتوں میں مضبوطی آئے، دراڑیں نہ آئیں۔رشتے نہ پھٹیں۔لڑکی کو خاوند یا سسرال کی بات بری لگے تو صبر اور دعا کے ذریعے سے اس کا بہتر نتیجہ

نکالنے کی کوشش کرے۔ اگر شروع میں ہی جب ابھی ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھا ہی نہیں گیا ہوتا۔ اس وقت اگر خاوند یا سسرال کی باتیں اپنی سہیلیوں یا گھر والوں سے کروگی تو رشتوں میں دراڑیں آ جائیں گی، رشتے ٹوٹنے لگ جائیں گے۔

یہاں جو یہ فرمایا کہ رحموں کے تقاضوں کا خیال رکھو تو اس کے گہرے علمی معنوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ رحمی رشتے صرف اپنے رحمی رشتے نہیں ہیں، اپنے خون کے رشتے نہیں ہیں بلکہ خاوند اور بیوی کے جو اپنے اپنے رحمی رشتے یا خون کے رشتے تھے، وہ شادی کے بعد ایک دوسرے کے رحمی رشتے بن جاتے ہیں۔ یعنی خاوند کے ماں باپ بہن بھائی بیوی کے ماں باپ بہن بھائی بن جاتے ہیں اور اسی طرح بیوی کے ماں باپ، بہن، بھائی خاوند کے ماں باپ بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ جب یہ سوچ ہوگی تو کبھی رشتوں میں دوریاں پیدا نہیں ہوسکتیں۔ کبھی تعلقات خراب نہیں ہو سکتے۔ پس فرمایا کہ ان کے حق دونوں کو اس طرح ادا کرنے چاہئیں جس طرح اپنے رشتہ داروں ماں باپ بہن بھائی کے حق ادا کرتے ہو۔ یہ حکم صرف لڑکی کے لئے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا آپس کے تعلقات نبھانے کے لئے اِسی طرح لڑکے کو بھی صبر اور دعا کا حکم ہے جس طرح لڑکی کو ہے۔ اور اسی طرح دونوں طرف کے سسرالوں کا بھی فرض ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی غلط طور پر رہنمائی کر کے یا نامناسب باتیں کر کے رشتوں میں دراڑیں ڈال کر معاشرہ کا امن اور سکون برباد نہ کریں اور اسی طرح اس پہلی آیت میں یہ سبق بھی دے دیا ہے کہ اس شادی کے نتیجے میں جو تمہاری اولاد پیدا ہوگی اس کی نیک تربیت تم دونوں پر فرض ہے تا کہ آئندہ پھر معاشرہ میں نیکیاں پھیلانے والی نسل چلے اور فرمایا یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنا۔ اپنی تمام ذاتی خواہشات کو پیچھے چھوڑ دینا اور صرف اور صرف یہ مقصد سامنے رکھنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد رکھو مجھے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ میں تمہارے ہر فعل اور عمل پر ہر وقت نگرانی کر رہا ہوں۔ پس اگر احمدی جوڑے اس حکم کو سامنے رکھیں تو وہ اُن احکام کی تلاش بھی کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ

تعالیٰ نے نکاح کی آیات میں پانچ جگہ تقویٰ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پس ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اس حد تک خدا تعالیٰ کے تقویٰ کو مدنظر رکھے اس کا گھر کبھی فساد کا گڑھ بن سکتا ہے، یا کبھی اس میں فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ کبھی لڑائی جھگڑے اس میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح جو رحمی رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا۔ جو ایک دوسرے کے رشتوں کا پاس کرنے والا ہوگا۔ ان کا خیال رکھنے والا ہوگا اس کی دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری بھی اس میں دے دی گئی ہے۔

پس اس سے پھر روحانی ترقی کے راستے کھلتے ہیں گویا آپس کی شادی بیاہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعلق صرف دنیا کی خاطر نہیں ہیں، صرف ظاہری نسل چلانے کے لئے نہیں ہیں۔ یہ اس لئے قائم رکھنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ تو پھر یہ اولادوں کی اچھی تربیت کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن میں بھی کردار ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔

پس جہاں مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی شادی اور عائلی تعلقات کو خدا کی رضا کا ذریعہ بنائے اُسی طرح یہ عورت کی بھی ذمہ داری ہے کہ ذاتی خواہشات اور جذبات کو ایک بڑے مقصد کی خاطر قربان کرے۔ اور وہ بڑا مقصد جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نیک نسل کا پھیلانا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان آیات کا انتخاب کیا کہ شادی جو سب سے زیادہ جذبات کی تسکین اور لذت کا ذریعہ ہے، اس میں صرف ذاتی لذّات اور جذبات کی تسکین کو ہی سب کچھ نہیں سمجھنا بلکہ اس میں بھی تقویٰ کو نہیں بھولنا، اللہ تعالیٰ کے خوف کو نہیں بھولنا، اگلی نسلوں کی تربیت کو نہیں بھولنا، معاشرہ کے امن کو نہیں بھولنا۔ دنیا داروں کی طرح اپنی ذاتی لذّات کی خاطر بچوں کے گلوں پر چھریاں نہیں پھیر دینا بلکہ اس امانت کی حفاظت کرنا۔ اور حفاظت اس صورت میں ممکن ہے جب اس کی بہترین تربیت کی جائے، جب گھر کے ماحول کو پرسکون رکھا جائے، جب آپس میں میاں بیوی میں اعتماد کی فضا ہو اور اسی کے لئے پھر یہ راستہ بتایا کہ صاف اور سچائی سے پُر باتیں کرو۔ اور ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اپنے ہر کام انجام دو۔ کیونکہ اس سے پھر اعتماد پیدا ہوتا ہے اور رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہی تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب مومنوں کو نصیحت فرماتا ہے تو آئندہ کی ہمیشہ رہنے والی

زندگی کی طرف بھی توجہ فرماتا ہے اور آئندہ زندگی کے حوالے سے ہی نہیں، اس دنیا میں نیک اعمال بجالانے کے لئے بھی فرماتا ہے کہ یہ اعمال بجالاؤ تو اس دنیا میں بھی تمہیں جنت ملے گی۔ پس یہ گُر اگر ہم پلّے باندھ لیں، مرد بھی اور عورتیں بھی، نئے شادی شدہ جوڑے بھی اور پرانے شادی شدہ جوڑے بھی۔ کیونکہ بعض رشتوں میں دراڑیں اُس وقت پیدا ہوتی ہیں جب چار چار پانچ پانچ بچے بھی پیدا ہو چکے ہوتے ہیں اور پھر ایک دوسرے سے نفرتیں پیدا ہو رہی ہوتی ہیں۔ اگر اپنا اصول یہ بنا لیں کہ صبر اور دعا سے کام لینا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے تو تمام عائلی مسائل جو ہیں وہ محبتوں میں بدل جائیں گے اور یہ تبدیلی ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئے ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہئے ورنہ وہ اس عہد کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔

بہت سے مسائل گھروں میں اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ اگر مرد غلطی کرتا ہے تو عورت بھی ویسا ہی ردّعمل دکھاتی ہے۔ جس سے جھگڑے کم ہونے کے بجائے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بے شک یہ مرد کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ عورتوں کا خیال رکھے، اُن کے حق ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرما دیا ہے کہ اگر مرد کو پتہ ہو کہ بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں اُس پر کتنا بڑا گناہ ہے اور وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا تو اس سزا کے خوف سے شاید مرد شادی ہی نہ کریں اور بیوی کے حق کے بارے میں جو ظاہری حق ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوی کا حق یہ ہے کہ خاوند جو کھائے بیوی کو کھلائے، خاوند جو پہنے بیوی کو پہنائے، اُسے گھر سے نہ نکالے۔ آجکل تو کئی ایسے معاملات آتے ہیں کہ خاوند نے یا سسرال نے لڑکی کو گھر سے نکال دیا اور بیچاری کو سڑک پر کھڑا کر دیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں خُلق کے لحاظ سے (اخلاق کے لحاظ سے) بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ تو اس حد تک مرد کو توجہ دلائی گئی ہے کہ خیال رکھو لیکن جو پھر بھی خیال نہیں رکھتے ان کی بدقسمتی ہے۔ لیکن عورت کو، خاص طور پر اُن عورتوں کو جن کی اولاد بھی ہو گئی ہے اپنی پوری

کوشش کرنی چاہئے کہ گھر کے ٹوٹنے کو جس حد تک بچایا جا سکے بچایا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتیں بھی بعض دفعہ پولیس بلوا کر مردوں کو گھروں سے نکال دیتی ہیں۔ یہ عمل اُس وقت کرنا چاہئے جب ظلم کی انتہا ہو جائے۔ جب مرد باز ہی نہ آ رہا ہو اور ظلم کرتا چلا جائے تو عورت کو حق ہے ضرور کرے اور ساتھ ہی پھر جماعتی نظام کو بھی اطلاع کرے۔ کیونکہ ذرا سی بات پر ذرا سی رنجشوں پر وقتی غصے میں رشتے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن پھر جو نوجوان لڑکیاں ہیں اُن کے پھر آئندہ رشتوں کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر والدین زندہ ہیں تو ان کے لئے فکروں میں نیا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ صرف یہی نہیں بلکہ یہاں کے معاشرے میں ہمیں جو مثالیں نظر آتی ہیں کہ single parents والے بچے، ماں یا باپ جو بھی انہیں پال رہا ہے، اس کے کنٹرول میں نہیں رہتے اور سکولوں میں اکثر ایسے بچوں کی شکایات آتی رہتی ہیں۔ جتنے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں وہ اکثر ایسے بچوں کی طرف سے ہو رہے ہوتے ہیں۔

عورتوں کے مقام کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا خوبصورت تعریف فرمائی ہے فرمایا کہ دنیا سامانِ زیست ہے یعنی دنیا جو ہے اس زندگی کا سامان ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں ہے۔ کوئی نیک عورت ہو تو اس سے بڑھ کر دنیا کا کوئی سامان بہترین نہیں ہے۔ پس اس میں جہاں مردوں کو توجہ دلائی کہ نیک عورت سے شادی کرو، وہاں عورت کے لئے بھی غور کا مقام ہے کہ اپنی زندگی کو اس طرح ڈھالنے کی کوشش کریں جس طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بہترین بیوی کی کیا تعریف فرمائی ہے، فرمایا جو خاوند کے کام کو خوشی سے بجا لائے اور جس سے روکے، اس سے رُک جائے۔ اگر خاوند میں تقویٰ نہ ہو تو یہ بہت مشکل بات ہے لیکن پھر بھی گھروں کو بچانے کے لئے رشتوں کو بچانے کے لئے جس حد تک ہو سکے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ حتّی الوسع جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے یہ کوشش کرنی چاہئے۔ تقویٰ پر چلنے والے جس گھر کی آنحضرت ﷺ نے تعریف فرمائی ہے اور اُس کے لئے پھر رحم کی دعا مانگی ہے وہ وہ گھر ہے جس میں رات کو خاوند نوافل کی ادائیگی کے لئے اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اگر گہری نیند میں ہے تو پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ اسی طرح اگر عورت پہلے جاگے تو یہی طریق خاوند کو جگانے کے

لئے اختیار کرے اور جب ایسے گھروں میں خاوند بیوی کے نوافل کے ذریعے راتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جاگیں گی تو وہ گھر حقیقتاً جنت نظیر ہوں گے۔

ایک جھگڑا میرے پاس آیا۔ مرد کے ظلم کی وجہ سے رشتہ ٹوٹنے لگا تھا۔ اُس عورت کے چار پانچ بچے بھی تھے۔ میں نے سمجھایا کچھ اصلاح ہوئی لیکن پھر مرد نے ظلم شروع کر دیا۔ پھر عورت نے خلع کی درخواست دے دی۔ آخر پھر دعا اور سمجھانے سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں کی صلح ہوگئی اور اب فجر کی نماز جب مسجد میں پڑھنے آتے ہیں اور جب میں اُن کو جاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو عقل دی اور انہوں نے اپنے بچوں کی خاطر دوبارہ اپنے رشتے جوڑ لئے۔ تو عورت کو اور مرد کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے جذبات کو نہ دیکھیں بلکہ بچوں کے جذبات کو بھی دیکھیں۔ اُن کا بھی خیال رکھیں۔ اسی طرح عورت کو آنحضرت ﷺ نے عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی لیکن اس توجہ دلانے کے باوجود آپؐ نے عبادت کی کچھ حدود مقرر فرما دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے۔ فرض روزے تو فرض ہیں لیکن نفلی روزے اُس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے اور آپس کی اعتماد کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے اس بات کی بھی تلقین فرمائی کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ مرد ضرورت سے زیادہ من مانیاں بھی کرنے لگ جائیں۔ بہرحال بعض گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں بلاوجہ ایسے لوگوں کو بلایا جاتا ہے جس سے بداعتمادیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے عورت کو ہمیشہ احتیاط کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اپنی مومنہ بیوی سے کبھی نفرت اور بغض نہ رکھو اور اس کی اُن باتوں پر نظر رکھو جو اچھی اور پسندیدہ ہیں۔ بلاوجہ کے نقص نہ نکالتے رہو۔ یہ دیکھیں مردوں کو نصیحت فرمائی کہ عورتوں کا کس طرح خیال رکھنا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے رشتہ کرتے وقت بھی بچیوں کے حق قائم فرمائے۔ ایک دفعہ ایک باپ نے اپنی بیٹی کا ایک رشتہ تجویز کیا۔ لڑکی کو رشتہ پسند نہیں تھا اُس نے وہ رشتہ ردّ کر دیا۔ تو آنحضرت ﷺ تک یہ معاملہ آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لڑکی کی پسند ہے اس کے مطابق رشتہ ہوگا۔ تو لڑکیاں بھی اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے

رشتوں کی بات کریں یا پسند کا اظہار ماں باپ سے کر دیں تو ان کو اس پر ضرور غور کرنا چاہئے صرف ضد یا خاندانی ایسے مسائل کو سامنے نہیں رکھنا چاہئے۔ اپنے رشتوں کے بارے میں لڑکیوں کو بھی اور اُن کے ماں باپ کو بھی دعا کر کے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس کو بنیاد بنا کر قطعاً یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جب میں نے کہہ دیا کہ لڑکیاں اپنی مرضی سے رشتے کر سکتی ہیں تو جماعت سے باہر کسی ایسے لڑکے سے رشتہ کرنے کی کوشش کریں جو واضح طور پر ایک تو احمدی نہیں ہے اور اگر احمدی ہے تو دینی معیار اور جماعت سے تعلق میں بہت زیادہ گرا ہوا ہے۔ اس کا بھی لڑکیوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی بات ہے تو خلیفۂ وقت کے پاس معاملہ آتا ہے تو پھر وہ نظام کے ذریعے سے جائزہ لے کر مشورہ دے سکتا ہے کہ شادی کی اجازت دینی ہے یا نہیں دینی۔ جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تھا۔

لیکن ایک شریف اور مومنہ بچی کو یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہئے کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے باپ کو کہا کہ بچی کی خواہش کے مطابق رشتہ کرو تو بچی جو حقیقی مومنہ تھی اس نے عرض کیا کہ میں نے تو لڑکیوں کے حقوق قائم کروانے کے لئے یہ معاملہ آپؐ کے سامنے پیش کیا تھا کہ بعض اوقات ظالمانہ طور پر بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ تم ضرور یہاں رشتہ کرو ورنہ ماں باپ ساری زندگی تمہارے سے ناراض رہیں گے، کوئی توجہ نہیں دیں گے۔ اُس لڑکی نے عرض کیا کہ یہ حق کیونکہ آپ ﷺ نے اب قائم فرما دیا ہے اس لئے اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میرا باپ بے شک اپنی خواہش کے مطابق میرا رشتہ کر دے۔ یہ اُس لڑکی کی بھی نیکی اور تابعداری تھی۔ یہ اعلیٰ فرمانبرداری اور ماں باپ کے احترام کا خُلق ہے جو بچیوں کو بھی دکھانا چاہئے۔ بچیاں بھی ضد نہ کریں بلکہ دعا کریں اور دعا کے بعد اگر اُن کو شرح صدر ہوتی ہے، بعض لوگوں کو واضح طور پر کوئی خوابیں بھی آجاتی ہیں، خواہش کے مطابق خوابیں نہیں بلکہ خالی الذہن ہو کر اگر دعا کریں اور پھر اگر خواب آئے تو ماں باپ کو بتانی چاہئے۔ ماں باپ کو بھی صرف خود دعائیں نہیں کرنی چاہئیں بلکہ کسی اَور سے بھی دعا کروانی چاہئے کہ آیا یہ رشتہ بہتر بھی یا نہیں ہے۔

اس وقت میں امّ المؤمنین حضرت اماں جانؓ کی بعض نصائح بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آپؓ

نے اپنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی رُخصتی کے وقت اُنہیں کی تھیں۔ اُن میں سے بعض باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے خاوند سے چھپ کر یا وہ کام جسے خاوند سے چھپانے کی ضرورت سمجھو، ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر کار ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔ اس کی عزت اور احترام نہیں رہتا۔ فرمایا اگر کوئی کام خاوند کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اسی میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہوتا ہے۔ عورت کا وقار گر جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کبھی خاوند کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ اگر بچہ یا کسی نوکر پر خفا ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ خاوند حق پر نہیں ہے، خاوند غصے کی حالت میں ہے، کسی بچے کو ڈانٹ رہا ہے یا کسی اَور کو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہیں صاف نظر آ رہا ہو کہ وہ غلط کر رہا ہے تب بھی اُس کے سامنے اُس وقت نہ بولو۔ فرمایا کہ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت نہیں رہتی۔ اکثر جھگڑے اسی لئے بے صبری کی وجہ سے ہو رہے ہوتے ہیں کہ مرد غصے میں آیا، بچوں کو کچھ کہا یا کسی اَور کو کچھ کہا، عورتیں بھی اُسی طرح کا فوراً ردّعمل دکھاتی ہیں اور جھگڑے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر غصے میں اس ٹوکنے کی وجہ سے تمہیں بھی کچھ کہہ دے تو تمہاری بڑی بے عزتی ہو جائے گی۔ بعد میں جب خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو بے شک آرام سے اُس کی غلطی کی نشاندہی کر دینی چاہئے۔ اصلاح بھی فرض ہے۔

مرد اور عورتوں کو یہ نسخہ بھی یاد رکھنا چاہئے جس کا حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ غصے کی حالت میں کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یا وضو کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ میرے پاس جو بعض شکایات آتی ہیں تو میں مردوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ یہاں اس ملک میں تو پانی کی کوئی کمی نہیں۔ تم اپنے شاور یا پانی کی ٹوٹی کھولا کرو اور اُس میں سر نیچے رکھ دیا کرو تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

بہرحال حضرت اماں جانؓ پھر اپنی بیٹی کو یہ نصیحت فرماتی ہیں کہ خاوند کے عزیزوں کو اور عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ذکر آ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کو اپنا سمجھو۔ فرمایا کہ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے تم

سب کا بھلا دل میں بھی چاہنا۔تمہارے سے کوئی برائی کرتا ہے کرے لیکن تم اپنے دل میں کبھی کسی کی برائی کا خیال نہ لانا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دیکھنا پھر خدا ہمیشہ تمہارا بھلا کرے گا۔

پھر آپؓ اکثر بچوں اور بچیوں کو یہ نصیحت بھی فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے نئے گھر میں جارہی ہو وہاں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہارے سسرال والوں کے دلوں میں نفرت اور میل پیدا ہو اور تمہاری اور تمہارے والدین کے لئے بدنامی کا باعث ہو۔ پس سسرال کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دینا چاہئے۔ جو اُن کے معاملے ہو رہے ہیں، ہونے دو۔ نہ ہی ساس کی اور نندوں کی باتیں خاوند سے شکوے کے رنگ میں کرنی چاہئیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی بیٹی تھیں جیسا کہ میں نے کہا انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بھی ایک نصیحت بیان فرمائی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اُن کو بھی کرتے تھے اور دوسری بچیوں کو بھی کیا کرتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ نصیحت اور اس پر جو عمل ہے پہلے سے زیادہ اہم ہے۔اور بارہ تیرہ سال کی جو بچیاں ہیں، جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہوتی ہیں، اُن کو ضرور یہ دعا کرنی چاہئے۔حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کو کئی مرتبہ فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ مبارک اور نیک جوڑا دے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی یہ نصیحت بھی بڑی اہم ہے اور آج کل کے ماحول کے لحاظ سے ہے۔ یہ نصیحت بیان کر کے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا کہ دعائیں اس لئے ہیں کہ بچے اپنی آئندہ زندگی کے لئے خزانہ جمع کریں۔ اس سوچ کی عمر میں دعائیں اس لئے کرو تا کہ دعاؤں کا خزانہ جمع ہوتا رہے اور اللہ تعالیٰ وقت آنے پر تمہیں اس خزانے میں سے حصہ دے دے لیکن نیک جوڑے مانگتے ہوئے کہیں ابھی سے خیالی پلاؤ نہ پکانے شروع کر دینا۔ ابھی چھوٹی عمر میں ہرگز تم لوگ شادی وادی کے قابل نہیں ہو اور نہ شادی ہوسکتی ہے۔ ابھی تم نے قابل بننا ہے، پڑھنا ہے، جماعت کے لئے مفید وجود بننا ہے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی بابرکت ہو جائیں گے۔ پس یہ بات بچوں کو ہمیشہ پلّے باندھنی چاہئے کہ دعا تو ضرور کریں لیکن کسی آئیڈیل کے تصور کو کبھی قائم نہ کریں۔ کیونکہ پھر آئیڈیل کی تلاش میں کئی غلط کام ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سکولوں میں

دوستیاں ہیں اُن میں احتیاط کریں۔ اس کی یعنی دوستیوں میں بڑی محتاط سلیکشن ہونی چاہئے۔ ایسے دوست ہوں یا ایسی سہیلیاں ہوں بلکہ لڑکیوں کی تو سہیلیاں ہی ہونی چاہئیں یا دوست سے میری مراد یہ ہے کہ سہیلیاں دوست، لڑکیاں دوست کہ جو قابل اعتماد ہوں اور برائیوں سے بچنے والی ہوں۔ سکولوں اور کالجوں میں لڑکے لڑکیوں کے ذریعے دوستی دوستی کے نام پر ہی پھر شیطان اپنا کام کر جاتا ہے۔ اور کئی مرتبہ میں کہہ بھی چکا ہوں کہ عورتوں کو بہت زیادہ اپنے تقدس کا خیال رکھنا چاہئے۔ بچیوں کو بہت زیادہ اپنی پاکیزگی اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو کام آپ اپنے والدین اور بزرگوں اور جماعت کے عہدیداروں کے سامنے نہ کر سکیں وہ غلط ہے، وہ زہر ہے اور گناہوں کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس لئے ہمیشہ ایسے صاف ستھرے عمل رکھیں جو ہر ایک کے سامنے کئے جاسکیں۔ ناصرات کی آخری عمر بارہ سے پندرہ سال کی بچیوں اور لجنہ کی ابتدائی عمر کی بچیوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عمر ہے جس میں شیطان بہت زیادہ انسان کو قابو میں کرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں شروع میں بیان کر چکا ہوں غیر مذہب والوں اور خدا سے دور ہٹے ہوئے لوگوں سے کبھی متأثر نہ ہوں۔ دجال مختلف طریقوں سے اپنے جال میں پھنساتا ہے۔ کبھی پیار سے اور کبھی رعب سے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس تم نے دعائیں کرتے ہوئے اُس کے حملوں سے بچنا ہے۔

ایک اہم خواب کا بھی میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے دیکھی۔ ایک دفعہ بچیوں کو نصیحت کر رہی تھیں۔ کہتی ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر کے اس صحن میں (قادیان کے صحن کی مثال بیان کر رہی ہیں کہ وہاں) کرسی پر تشریف رکھتے ہیں، کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میں کرسی کے ساتھ آپؑ کے پاس کھڑی ہوں۔ اُس وقت میری لڑکی منصورہ بیگم سوا ڈیڑھ سال کی تھیں۔ یہ حضرت منصورہ بیگم تھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی بیگم تھیں۔ کہتی ہیں کہ وہ میری گود میں تھی تو مَیں نے دیکھا وہ بھی ایک طرف پھر رہی ہے کہ ایک سفید پوش شخص آیا۔ ایک شخص آیا جس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک جانب کھڑا ہو کر کہا کہ حضور علیہ السلام! لڑکیوں کی بابت کیا حکم ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ

نے نظر اٹھائی اور بہت پُر جوش آواز میں فرمایا کہ جب تک تم اپنی لڑکیاں بنیادوں میں نہیں دو گے احمدیت کی عمارت کھڑی نہیں ہوسکتی۔تو کہتی ہیں کہ خواب کے بعد اس وقت یہ تعبیر میرے ذہن میں آئی اور یہ بڑی صحیح تعبیر ہے کہ ایک تو لڑکیوں کو تعلیم دینی اور نیک تربیت کرنا ضروری ہے۔اُن کی تعلیم کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی اُن کی نیک تربیت کا بھی خیال رکھنا چاہئے تا کہ وہ آگے اولادوں کی دینی تعلیم و تربیت پر پوری طرح توجہ کرسکیں جب اُن پر وقت آئے اور مبارک نسل کا سلسلہ چلتا رہے۔دوسرے یہ کہ لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں۔ یہ بڑی عورتوں کے لئے بھی نصیحت ہے بعض دفعہ یہاں آجاتی ہیں کہ فلاں سے رشتہ کردیں،فلاں سے رشتہ کردیں، ہمارا لڑکا مانتا نہیں۔تو اُس کو منوائیں کہ لڑکوں کی بیویاں بھی احمدی لائیں۔آخر احمدی لڑکیوں نے بھی کہیں بیاہ کر جانا ہے۔ جب احمدی لڑکیوں کو ہم اجازت نہیں دیتے کہ باہر کسی غیر احمدی سے بیاہیں تو پھر لڑکوں کو اپنے جذبات کی قربانیاں دینی چاہئیں اور احمدی لڑکیوں سے بیاہ کرنے چاہئیں۔کہتی ہیں کہ بیویاں بھی احمدی لائیں تا کہ نسل خراب نہ ہو۔ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ ماں کا اثر بہت ہوتا ہے۔ ماں کی گود سے بچہ پہلا اثر لیتا ہے۔میں نے بہت احمدی خواتین کو یہ خواب سنائی ہے اور اب بھی لکھتی ہوں کہ زمانے اور باہر کی عام صحبت بہت تباہ کُن ہے۔آپ سب کا فرض اوّلین ہے کہ احمدیت کی عمارت کی بنیادوں کو اس قابل بنائیں کہ یہ عمارت تا قیامت مضبوط رہے۔پس لڑکیوں کی معمولی اہمیت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے جوش سے خواب میں جو یہ فرمایا کہ ان کو بنیادوں میں دو تو اس لئے کہ اگلی نسل کی عمارت جو ہے وہ لڑکیوں نے ہی قائم کرنی ہے۔جس طرح جس حد تک ہم لڑکیوں کی بہترین تربیت اور ان کی دنیاوی تعلیم بھی، اُن کی دینی تعلیم بھی کر سکتے ہیں کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہر گھر میں اور ہر بچی کے دل میں نیکی اور تقویٰ کا بیج ڈالے اور اُس کے بہترین پھل حاصل ہوں۔اور یہی اصل چیز ہے جس کو اگر ہم نے قائم کرلیا تو ہماری آئندہ نسلوں کی نیک تربیت کی بھی ضمانت دی جاسکتی ہے۔جیسا کہ مَیں نے کہا ہوش میں آنے والی بچیوں کا بھی کام ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔ ماں باپ کا بھی کام ہے کہ اس طرف خاص توجہ کریں اور لجنہ کی تنظیم کی ہر عہدیدار کا بھی فرض ہے۔اگر عہدیداران کی اپنی تربیت ہوگی تو وہ آگے

تربیت کر سکتی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے عہدیداران خود اپنی تربیت کی طرف توجہ کریں اور اُس تعلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں، سمجھنے کی کوشش کریں، عمل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے اور یہی تربیت ہے جو گھریلو مسائل بھی حل کرے گی، معاشرہ کے مسائل بھی حل کرے گی اور جماعتی وقار کو بھی بلند کرے گی اور پھر ہم آئندہ نسلوں کو سنبھالنے اور خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کا باعث بھی بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بڑوں اور چھوٹوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔

تقویٰ کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

خواتین سے خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء

جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء کے موقع پر 31 جولائی 2010ء
بروز ہفتہ بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن۔ یوکے) سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب اور نہایت اہم نصائح

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ۔

مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ؕ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۔

دنیا میں جب تقویٰ مفقود ہو جاتا ہے، ختم ہو جاتا ہے، برائیاں پھیل جاتی ہیں، نفسانفسی کا عالم ہوتا ہے، اُس وقت خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے اپنے فرستادوں اور انبیاء کو بھیجتا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست ہدایت پا کر بندوں کو اپنے مقصدِ پیدائش کی پہچان کروائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اور پھر اِس زمانے میں آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت تک یہی ہم دیکھتے ہیں۔ الٰہی کتابیں اور تاریخِ آدم ہمیں اِنہی حالات کی خبر دیتے ہوئے خدا تعالیٰ کے انبیاء کی بعثت کا پتہ دیتی ہیں جنہوں نے اپنی قوموں کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے کے

لئے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر روحانی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔سعید فطرتوں نے انہیں مانا،تقویٰ پر قدم مارا اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بنے۔لیکن ایک تعداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے اِن انبیاء کی منکر بن کر قومی تنزل اور تباہی کی مورد بھی بنی۔ بہرحال انبیاء کی بعثت کا یہ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تک تو قومی اور علاقائی سطح تک رہا لیکن جب انسانِ کامل اور خاتم الانبیاء کی بعثت کا وقت آیا تو قومی اور علاقائی حدود کی تفریق ختم ہوگئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل انسانیت کے لئے مبعوث ہو کر آئے۔ یہ جو تلاوت آپ نے ابھی سنی ہے اِس میں بھی اسی بات کا ذکر ہے۔

ایک آیت میں یَا اَیُّهَا النَّاسُ کہہ کر کُل انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اِس نبی کے ماننے اور اِس پر نازل ہوئی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے میں ہی تمہاری بقا ہے۔اور یہی تعلیم ہے جس سے تمہاری دنیا و آخرت سنور سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اَلنَّاسُ کہنے کے بعد مزید وسعت دینے کے لئے بتایا کہ اے وہ سب لوگو! جو مختلف قوموں اور قبیلوں کی صورت میں دنیا میں بستے ہو، یاد رکھو کہ تمہارے قبیلے اور تمہاری قومیں تمہاری پہچان تو ہیں لیکن تمہاری بڑائی کی سند نہیں ہیں۔ہاں تمہارا تقویٰ اور عمل ہیں جو تمہیں خدا تعالیٰ کی رضا کا حامل بنا سکتے ہیں۔

جو متقی ہے اور تقویٰ کو حاصل کرنے کے لئے اِس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے جو کُل انسانیت کے لئے بھیجا گیا ہے۔جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا اور آپؐ سے کہا کہ یہ اعلان کر دیں کہ:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159) کہ کہہ دے کہ اے لوگو، اے دنیا میں بسنے والے تمام انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اِس رسول کی کامل فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔کامل اطاعت بھی ضروری ہے۔تقویٰ کے معیار حاصل کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو اِس رسول کی پیروی کرنی ضروری ہے۔ ورنہ نہ تمہارا خاندان، نہ تمہاری دولت، نہ تمہاری اولاد، نہ تمہارا بلند مرتبہ، نہ تمہارا گروہ، نہ تمہاری قوم نہ حکومت،کوئی چیز بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حامل نہیں بنا سکتی۔اگر کوئی چیز کسی انسان کو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچا سکتی ہے تو وہ تقویٰ ہے اور اب

کیونکہ یہ کامل شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہے اِس نے تا قیامت قائم رہنا ہے، کوئی نئی تعلیم اور کوئی نئی شریعت دنیا میں نہیں آسکتی اور تمام پرانی شریعتوں کی خوبیوں کو بھی اِس کامل شریعت نے اپنے اندر سمو لیا ہے۔ اِس لئے انسان کے لئے سوائے اِس کی پیروی کے اَور کوئی چارہ باقی نہیں ہے۔

پس خوش قسمت ہیں ہم جو اِس آخری اور کامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہیں اور آپ کی شریعت پر یقین رکھتے ہیں جو دنیا کی نجات کا باعث ہے لیکن ایمان کا دعویٰ کرنے اور خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والے کا یہ فرض ہے کہ وہ جب یہ دعویٰ کرتا ہے تو پھر اپنی زندگی کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر مکمل عمل کرنے کی کوشش کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی پابندی کرے۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی اِس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے جو قرآنی علوم و معارف اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر ہم پر کھولے ہیں اُن کو پڑھے، سُنے، سمجھے اور عمل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ چیزیں تقویٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی ہیں۔ ایک مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہیں کیونکہ زمانے کے امام کو مان کر اُس کی بات پر لبیک کہنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں شامل ہے اِس لئے آپؑ کی بات ماننا انتہائی ضروری ہے۔ آپؑ حکم اور عدل بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور پھر نہ صرف یہ کہ ہمیں جو احمدی مسلمان ہیں، یہ حکم ہے کہ اپنے تقویٰ کے معیار بلند کر کے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں بلکہ قُلْ کہہ کر جس کے پہلے مخاطب بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ دنیا کو بتا دیں کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اِس لئے تقویٰ کے معیار وہی ہیں جو میں نے قائم کئے ہیں اور جو میں نے تمہیں بتائے ہیں جو میرے اوپر اتری ہوئی تعلیم میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ اب تقویٰ کے حصول کا یہی ذریعہ اپناؤ گے تو انسانیت کی بقا ہے۔ لیکن آپ کے اِس اعلان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی بھی یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ جب تم ایمان لے آئے ہو اور قرآن کریم میں 'قُلْ' کا لفظ پڑھتے ہو تو تمہارے پر بھی یہ فرض ہے کہ دنیا کو بتاؤ کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ

خدا تعالیٰ کے محبوب ترین ہیں اور تا قیامت خدا تعالیٰ کا آپ جیسا کوئی محبوب پیدا نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے اِس پیارے کی پناہ میں آؤ کہ اِس کے سوا تقویٰ ممکن نہیں ہے۔ اِس کے سوا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ جب ہم دنیا کو اِس پیغام کی طرف بلا کر تقویٰ پر چلنے کی تلقین کر رہے ہوں گے تو ہمارے پر کس قدر یہ فرض بنتا ہے کہ اِس تعلیم کو اپنی زندگیوں میں لاگو کریں، اپنے آپ پر لاگو کریں۔ ورنہ ہمارا ایمان اور اسلام کا دعویٰ بے وقعت ہوگا، اِس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

تقویٰ کیا ہے؟ ہم یہ لفظ اکثر استعمال کرتے ہیں۔ کچھ کو اِس کے معنی پتہ ہوں گے اور کچھ اِس کے صرف سطحی معنی جانتے ہوں گے۔ تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے برائی سے بچنا اور نیکیوں پر قدم مارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنا۔ کسی نے تقویٰ کی تعریف اِس طرح کی ہے کہ چھوٹے بڑے گناہوں سے اِس طرح بچنا جیسے کسی کانٹے دار جھاڑیوں والے راستے سے انسان گزر رہا ہو اور اپنے کپڑوں کو احتیاط سے اِس طرح بچائے کہ کہیں کوئی کانٹا کپڑے کے کسی حصے میں پھنس کر اُسے پھاڑ نہ دے یا کوئی کپڑے کا دھاگہ باہر نہ نکل آئے اور عورتیں تو خاص طور پر کپڑوں کی بڑی احتیاط کرتی ہیں۔ جس کپڑے میں نقص پیدا ہو جائے یا کپڑا اُلجھنے کی وجہ سے کسی کا وقت ضائع ہونے لگے تو اکثر یہ صورت حال بڑی تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ یا بعض دفعہ خاردار جھاڑیاں اُلجھ کر اور کپڑوں سے گزر کر اُن کو زخمی بھی کر دیتی ہیں۔ اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے جب آدمی کانٹے نکال رہا ہوتا ہے تو ہاتھ بھی زخمی کر لیتا ہے۔ اس لئے بھی انسان ایسی جگہوں سے بچ بچ کر گزرتا ہے۔ غرض ذراسی بے احتیاطی بھی ایسے راستوں پر چلنے والے کوئی پریشانیوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ پس یہ احتیاط ہے جو چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کے لئے ایک مومن پر فرض ہے، ایک مومنہ پر فرض ہے اور پھر ایک احمدی مسلمان جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ زمانے کے امام کے حصار میں آکر میں محفوظ ہو گیا ہوں، اُسے تو اِس حصار میں رہنے کے لئے سر توڑ کوشش کرنی چاہئے۔ پس کیا احمدی مرد اور کیا احمدی عورت ہر ایک کا فرض ہے کہ اِس حصار میں رہنے کی ہر ممکن کوشش کرے تا کہ شیطان سے محفوظ رہے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا رہے۔ جہاں کسی نے تقویٰ سے باہر قدم نکالنے کی کوشش کی یا تقویٰ سے باہر

نکل کر کسی عمل کی کوشش کی تو وہاں وہ خود اپنے اس حصار کو توڑ کر باہر نکل گیا۔ اور پھر جب خود باہر نکل گیا تو اُن برکات سے بھی محروم ہونا شروع ہو گیا جن کا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ جڑنے سے اور جڑے رہنے سے وعدہ فرمایا ہے۔ پس نیکیوں پر قدم مارنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے ایک مسلسل کوشش اور دُعا کی ضرورت ہے۔ اِس سے جہاں ہم خود اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے وہاں تبلیغ کا بھی حق ادا کر رہے ہوں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کل تقریر میں بھی کہا تھا، یہی توجہ دلا رہا ہوں کہ جلسے میں شامل ہونے کے ہمارے کچھ مقاصد ہیں اور جن میں سے سب سے اہم مقصد تقویٰ میں ترقی کرنا اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہے۔ اسی طرف جیسا کہ میں نے کہا کہ میں اکثر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ہمارے جلسوں، اجتماعوں اور لجنہ کے دوسرے پروگراموں میں شمولیت صرف ایک جگہ جمع ہونے کے لئے نہیں ہے جہاں ہمیں باتیں کرنے کا، ایک دوسرے کا حال احوال پوچھنے کا موقع مل جائے، تھوڑی دیر تفریح کرنے کا موقع مل جائے، پرانی بچھڑی ہوئی سہیلیوں سے ملنے کا موقع مل جائے۔ بلکہ ایک حقیقی مومنہ اور ایک حقیقی مسلمہ اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ میں نے اِس جلسے میں آ کر جو کچھ سننا ہے اُس پر عمل کرنا ہے، اُسے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے اور نہ صرف اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے بلکہ ایک احمدی مسلمان عورت کے ذمہّ اولاد کی تربیت کی جو ذمہ داری لگائی گئی ہے اُسے بھی کماحقہٗ پورا کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اپنی اولاد کی بھی نیک تربیت کرنی ہے۔ اُس کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے، اُس کی عبادات کی نگرانی کرنی ہے تا کہ بڑے ہوتے تک وہ خدائے واحد کی عبادت کرنے میں پکا ہو جائے۔ نیکیوں کے کرنے کی طرف اُسے توجہ دلاتے رہنا ہے تا کہ پختہ عمر کو پہنچنے تک اُس کا ہر عمل عملِ صالح بن جائے۔ غلط قسم کے لوگوں میں اُٹھنا بیٹھنا نہ ہو۔ غلط قسم کی حرکتوں میں ملوث نہ ہو۔ اور پھر یہ کہ بحیثیت ایک احمدی، ہر احمدی مرد اور عورت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا سفیر اور داعی الی اللہ ہے۔ اور خاص طور پر عورتوں کے لئے جنہوں نے اپنی نسل کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ یہ بات بھی ہر وقت مدّنظر رہنی چاہئے۔ اِس لئے اُس کے عمل صرف اُس کی ذات تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ دوسروں کی رہنمائی کا

ذریعہ بھی بننے والے ہیں۔ اِسلام کی تصویر دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا ذریعہ بننے والے ہیں۔ پس کبھی اپنے کسی عمل سے دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ پس ایک احمدی مومن مرد اور عورت کے لئے اور ایک احمدی مسلم مرد اور عورت کے لئے اپنی حالتوں کے ہر وقت جائزے لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

یہ دنیا خار دار جھاڑیوں کا ایک راستہ ہے۔ اِس میں سے گزرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو اُلجھنے سے بچانے اور پھٹنے اور اپنے ننگ کو ظاہر ہونے سے بچانے کے لئے ہر قدم پھونک پھونک کر اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ آجکل کی آزاد تعلیم نے غلط راستوں اور روشوں پر ایک طبقے کو ڈال دیا ہے۔ ایک طرف تو وہ احمدی ہونے کی باتیں کرتی ہیں اور دوسری طرف دنیاوی حملوں سے بچنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہمارے گرد ایک حصار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے گرد پیدا کیا گیا ہے، اُس حصار کو توڑنے کی کوشش کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہمیں عطا ہوا ہے۔ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے یعنی ہم اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جو تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ آخری اور کامل تعلیم ہے جس سے اِدھر اُدھر ہونا انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا سے دُور کر دیتا ہے اور دوسری طرف اِس کی غلط قسم کی تاویلیں بھی کرتے ہیں، اِس سے دُور جا رہے ہیں یعنی دل سے تصدیق کا اعلان بھی کر رہے ہیں اور دل میں وسوسے بھی پیدا ہو رہے ہیں یا اگر وسوسے پیدا نہیں ہو رہے تو شیطان کا غلبہ بڑھ کر ہو رہا ہے یا شیطان اُس شخص پر غالب ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے محبت کا بھی دعویٰ ہو، تقویٰ کا بھی دعویٰ ہو، اور دوسری طرف اُس تعلیم پر عمل نہ کر کے انسان شیطان کی گود میں بھی گر رہا ہو۔ پھر جب دل یہ تصدیق کر دیتا ہے کہ میں کامل ایمان لاتا ہوں تو دل میں اِس تعلیم کے پختگی سے قائم ہونے کے بعد زبان سے اِس کا اظہار بھی بہت ضروری ہے۔ پھر اپنے عمل سے بھی اِس کا اظہار بہت ضروری ہے۔ پس مومن اُس وقت تک حقیقی مومن نہیں بنتا جب تک زبان اور عمل سے اُس کے ہر قول و فعل کا اظہار نہ ہو رہا ہو۔ اِس یقین پر قائم ہوتے ہوئے جب تک وہ اپنی ہر حرکت و سکون کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرے

جس پر ایمان لاتا ہے اور تمام احکام پر کامل فرمانبرداری سے عمل کرنے کی کوشش نہ کرے اُس وقت تک ایمان میں ترقی نہیں ہوتی۔

سب سے پہلے ایک مومن اور مومنہ کی جو ذمہ داری ہے وہ اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس بارے میں فرماتا ہے **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن** (الذاریات: 57) اور مَیں نے جنوں اور انسانوں کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے بندے بن جائیں۔ اور بندے کون ہیں؟ یہ وہ سچے غلام ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے خدا پر ایمان لاتے ہوئے اُس کے کامل فرمانبردار ہیں۔ اُس کی اس طرح عبادت کرنے والے ہیں جو عبادت کرنے کا حق ہے جیسا کہ میں نے کل بھی بتایا تھا۔ اب ہر کوئی یہ تو کہتا ہے کہ ہم خدا کے بندے ہیں لیکن کتنے ہیں جو اِس کامل فرمانبرداری کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے مقصدِ پیدائش کے حصول کے لئے قدم بڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے تمہیں اِس لئے پیدا کیا ہے کہ میرے بندے بن جاؤ۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ بظاہر ایمان لانے والوں میں سے بھی ایسے لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں اُس کے حقیقی بندے نہیں ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والوں کو کامل فرمانبردار بنانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے اُس کے سامنے اِس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے چاہئیں جس طرح مالک کے سامنے غلام کھڑا ہوتا ہے۔ ہم ایک انسان ہوتے ہوئے یہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے ملازم، ہمارے ماتحت، ہمارے چھوٹے ہماری باتوں کو مانیں لیکن وہ خدا جو ربّ العالمین ہے اُس کے احکامات کے بارے میں کم ہی سوچتے ہیں کہ ہمیں اِن احکامات پر حرفاً حرفاً عمل کرنا چاہئے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں اور اِس میں حقِ بندگی ادا کرنے کے لئے سب سے پہلا حکم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہے۔ اگر آپ اپنے جائزے لیں تو خود نظر آئے گا کہ جماعت میں بھی مردوں اور عورتوں کی ایک تعداد ایسی ہے جسے تھوڑا بھی نہیں کہا جا سکتا جو مستقل مزاجی سے اپنی نمازوں کی حفاظت نہیں کرتی، اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی نہیں کرتی۔

آج پاکستان میں جو واقعات مسجد میں ہوئے ہیں اِن سے ایک طبقے کو اِس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے

اور پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ یہ توجہ مستقل قائم رہے۔ ان حالات میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں، اِس میں مرد بھی شامل ہیں، جن کو خدا تعالیٰ کی طرف وہ توجہ نہیں پیدا ہوئی جو ہونی چاہئے۔ اُنہیں اپنے دلوں کی تسکین، اپنے شوق اور اپنے حقوق کو حاصل کرنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔ بعض یا تو نمازیں چھوڑ دیتی ہیں یا قضاء کر کے نمازیں پڑھتی ہیں۔ نمازیں توجہ سے نہیں پڑھی جاتیں۔ ایک بوجھ سمجھ کر گلے سے اتارا جاتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنا ہے تو سب سے پہلے اپنی نمازوں کی حفاظت اور اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت ضروری ہے۔ جب نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو دنیاداری اور کھیل کود اور اپنی خواہشات کی تکمیل میں خود بخود کمی آجائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اخلاص میں بڑھنے والی اور حق بندگی ادا کرنے کی کوشش کرنے والی اور جماعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے والی مومنات بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بہت عطا فرمائی ہیں اور پاکستان کے مشکل حالات میں وہاں کی عورتیں بھی مختلف جگہوں پر کسی ایک جگہ میں نہیں قربانیاں پیش کرنے کے لئے اپنے عہدیداران کو بھی کہتی ہیں، مجھے بھی لکھتی ہیں اور مختلف شہروں میں ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ حالات کی وجہ سے جماعت کی مساجد میں جمعہ پر عورتوں کا جانا منع کیا گیا ہے تو عورتیں یہ لکھتی ہیں کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی مسجد میں جائیں۔ بڑا درد ہوتا ہے اُن کے الفاظ میں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے جماعت سے مزید قربانیاں لینی ہیں تو ہم بھی شہادت کا رتبہ پانے والوں میں شامل ہونا چاہتی ہیں۔ اپنے نوجوان بچوں کو نمازوں اور مساجد کی حفاظت کے لئے مسجدوں میں بھجواتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو اپنی نیکیوں میں آگے بڑھ رہا ہے۔ پس ایسی مائیں، ایسی مومنات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق بھی ادا کرنے والی ہیں اور قربانیوں کی معراج حاصل کرنے کی خواہشمند ہیں اور کوشش کرتی ہیں۔ لیکن بعض ایسی ہیں جن کے خاندانوں میں دینی ماحول تھا۔ جن سے توقع کی جاتی ہے کہ اُن کی دینی حالت بہت بہتر ہونی چاہئے لیکن مالی کشائش اور دولت نے اُنہیں اپنا حق بندگی ادا کرنے سے دُور کر دیا ہے۔ ایسی عورتوں کے حالات جب مجھ تک پہنچتے ہیں تو جہاں تکلیف کا باعث ہوتے ہیں وہاں فکر بھی ہوتی ہے۔ اور اُن بزرگوں کے

تعلق کی وجہ سے اُن کے لئے دُعائیں بھی نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کی حالت کو سدھارے، اللہ تعالیٰ اِن کو عقل دے۔

پھر ایک اہم بات جو مومنہ کی شان ہے اور جس کے بغیر تقویٰ ہو ہی نہیں سکتا اور خدا تعالیٰ نے عورتوں کو دیئے گئے احکامات میں اِس بات کو خاص اہمیت دی ہے اور اگر اِس خصوصیت کا ایک عورت صحیح ادراک اور فہم حاصل کر لے، اِس کی گہرائی کو سمجھ لے تو نہ صرف معاشرہ کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں بلکہ دنیا و آخرت کی جنت کی وہ وارث بھی بن جائیں۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ** (النساء:35) کہ غیب میں بھی حفاظت کرنے والی ہیں۔ ایسی حفاظت کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ آجکل کے آزاد معاشرے میں یہ غیب میں حفاظت کا حق نہ ادا کرنا ہی ہے جس نے غلط قسم کی آزادی اور بے حیائی کو فروغ دیدیا ہے۔

اگر ہر عورت اس بات کو سمجھ لے کہ اُس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور اُن کی بجا آوری اس نے اس لئے نہیں کرنی کہ کہیں خاوند، باپ یا بھائی کی نظر میں آ کر اُن کی طرف سے کسی سزا کی سزاوار نہ بن جائے بلکہ اِن ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا احساس اس لئے ہمیشہ دلوں میں رکھنا ہے اور اُسے پختہ کرنا ہے کہ ایک خدا ہے جو عالم الغیب ہے، جو غیب کا علم رکھتا ہے، جو ہماری ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے، ہر وقت اُس کی نظر اپنی مخلوق پر پڑ رہی ہے۔ ہر ایک کا عمل اُس کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ پس جب یہ احساس رہے تو کوئی عورت ایسا عمل نہیں کر سکتی جو اُسے تقویٰ سے دُور ہٹا دے۔ ایک بیوی کی حیثیت سے وہ اپنے خاوند سے کامل وفا کرنے والی ہوگی۔ خاوند کے گھر کی نگران ہوگی۔ اس کے مال کو ضائع کرنے کی بجائے اس کا صحیح مصرف کرنے والی ہوگی۔ کئی ایسی عورتیں ہیں جو تقویٰ پر چلنے والی ہیں یا تقویٰ کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی چلنے والی ہیں، جو باوجود تھوڑی آمد کے اپنے خاوند سے ملنے والی رقم میں سے کچھ نہ کچھ بچا لیتی ہیں اور جمع کرتی جاتی ہیں اور بعض دفعہ مشکل حالات میں خاوند کو دے دیتی ہیں۔ خاوند کو تو نہیں پتہ ہوتا کہ کیا بچت ہو رہی ہے؟ اب وہ اُس کے مال کی اِس طرح غیب میں حفاظت کر رہی ہیں۔ یا اگر اُن کو ضرورت ہے تو خاوند کو بتا کر اُس کا استعمال

کر لیتی ہیں۔ اپنی اولاد کی صحیح نگرانی کرتی ہیں۔ اور یہ اولاد کی نگرانی صرف خاوند کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ اِس لئے ہو رہی ہوتی ہے اور یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہوتی ہے کہ یہ قوم کی امانت ہیں۔ یہ جماعت کی امانت ہیں۔ پھر وہ اپنی دوستیں اور سہیلیاں بھی ایسی عورتوں کو بناتی ہیں جو اعلیٰ اخلاق کی ہیں۔ ایک خاوند کی وفادار عورت کبھی غلط قسم کی سہیلیاں نہیں بناتی جو اِس کو اُس ڈگر پر ڈالیں جو غلط ہو کہ خاوند کا پیسہ جتنا نچوڑ سکتی ہو نچوڑ لو۔ خاوند کے بغیر سیریں کرنے کے لئے آزادی سے جاؤ آخر تمہارا بھی آزادی کا حق ہے۔ جس سے چاہو جس طرح کے چاہو تعلقات رکھو۔ ، نہ ہی ایسی مشورہ دینے والی عورتیں غیب میں حفاظت کرنے والی کہلا سکتی ہیں اور نہ ہی ایسی عورتوں سے دوستیاں رکھنے والی اور باتوں پر عمل کرنے والی غیب میں حفاظت کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔

اِسی طرح بیٹی ہے تو وہ اپنے تقدس اور عصمت کی حفاظت کرنے والی ہو۔ اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی ہو اور کوئی ایسی دوستی، ایسے طبقے میں اٹھنا بیٹھنا، ایسی حرکت نہ کرے جو اُسے اپنے ماں باپ سے چھپانی پڑے۔ ہمیشہ یاد رکھے کہ عالم الغیب خدا ہے جو اُسے دیکھ رہا ہے۔ غلط قسم کے لڑکے لڑکیوں سے دوستیوں کو وہ اپنے ماں باپ سے تو پردے میں رکھ سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ سے نہیں جو ہر حرکت و سکون کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح مختلف رشتوں کے حوالے سے عورت کی حیثیت ہے۔ ہر حیثیت میں اگر عورت یہ سوچ لے کہ میری کیا ذمہ داریاں ہیں، میرے کیا فرائض ہیں اور دوسروں کے مجھ پر کیا حق ہیں اور ان کو نہ بجالانے کی وجہ سے میں ایک عالم الغیب خدا کی پکڑ میں آسکتی ہوں تو بہت سی برائیاں جن کو معاشرے میں عورت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، بہت سے گھروں کی بے چینیاں جو عورتوں کے عمل سے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں، بہت سے بچوں کا ضائع ہونا جو عورتوں کی عدم توجہگی یا بے توجہگی کی وجہ سے یا غلط تربیت یا بے جا لاڈ کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی نہ ہو۔ لیکن یہ سب باتیں اور یہ غیب کا صحیح ادراک صرف ایک مومنہ کو ہو سکتا ہے۔ ایک دنیا دار کو نہیں ہو سکتا۔ ایک تقویٰ سے عاری عورت کو نہیں ہو سکتا۔

پس ایک احمدی عورت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتی ہے یہ اعلان کرتی

ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیم کو اپنے پر لاگو کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی ۔ وہ اگر غیب میں اپنی ذمہ داریوں کی حفاظت کا حق ادا نہیں کرتی تو اپنے خدا کو ناراض کرنے والی بھی بن رہی ہو گی ۔

بعض کو شاید خیال آئے کہ غیب میں جو حفاظت ہے یہ صرف عورتوں سے کیوں خاص ہے ۔ مردوں کو کیوں حکم نہیں ہے ۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ مرد بھی آزادی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت نہیں کر رہے ہوتے ۔ وہ بھی غیب میں بعض اوقات بیوی سے بے وفائی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں ۔ تو اِس بات کے لئے اللہ تعالیٰ نے جب عورتوں کو حفاظت کا حکم دیا ہے یا توجہ دلائی ہے تو اِس بات کو شروع ہی اِس طرح فرمایا ہے کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰ امُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:35) کہ مردوں کو قوام بنایا گیا ہے ۔ اُن پر سب سے اول فرض ہے کہ احکام شریعت کی پابندی کریں اور کوئی ایسی حرکت اُن سے سرزد نہ ہو جو اُن پر یہ الزام لائے کہ وہ تقویٰ پر چلنے والے نہیں ہیں ۔ مرد کا اثر عموماً عورت پر پڑتا ہے ۔ نیک مرد کا اثر عورت پر نیک پڑے گا اور جو غلط کام کرنے والے مرد ہیں اُن کا بد اثر عورت پر پڑے گا ۔ اس لئے مرد کو پہلے قوّام بنا کر کہا کہ اگر تم تقویٰ پر چلنے والے ہو تو عورت بھی تقویٰ پر قدم مارے گی سوائے استثناء کے اور اُس صورت میں کچھ سزا بھی رکھی ہے ۔ عموماً نیک مردوں کی عورتیں نیکی کی طرف ہی چلنے والی ہوتی ہیں ۔ مرد کو قوّام بنا کر تمام باتوں کا سب سے پہلے ذمہ دار بنایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اے عورتو! جب تمہارے مرد نیکیوں پر قائم ہیں تو تمہارا بھی فرض ہے کہ نیکی میں آگے بڑھو ۔ فرمانبرداری اختیار کرو اور صرف سامنے ہی نہیں بلکہ غیب میں بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرو ۔ غیب خدا تمہارا نگران ہے اس لئے اگر مومن ہونے کا دعویٰ ہے تو شریعت نے جو ذمہ داری تمہارے ذمہ لگائی ہے اُسے ادا کرو ۔ آزادی کی رَو میں اور حقوق کے حاصل کرنے کی رَو میں بہہ کر اپنا مقام اور اپنی ذمہ داریاں بھول نہ جانا ۔ پس ایک مومنہ کا کام ہے کہ ظاہر میں بھی اور غیب میں بھی اپنے آپ کو شریعت کے احکام کی کامل فرمانبردار اور صالحہ بنائے ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الحجرات:13) بہت سے ظنوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ یہ ظن جو بدظنی پر مبنی

ہوتے ہیں معاشرے میں فساد کا باعث بنتے ہیں۔ اِس لئے کسی قسم کی رائے قائم کرنے سے پہلے تحقیق کرنے کا حکم ہے کیونکہ بعض دفعہ بغیر کسی حقیقت کے بدظنی کرتے ہوئے الزام تراشی کی عادت ہوتی ہے، اپنے ذاتی اختلافات کی وجہ سے دوسرے کو جماعتی نظام اور خلیفۂ وقت کی نظروں میں گرانے کی کوشش ہوتی ہے۔ بعض واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک ملک کی صدر لجنہ کو نامزد کیا تو اُس کی انتظامی صلاحیتوں کو نشانہ بنایا گیا اور ایسی ایسی شکایتیں کی گئیں جو بالکل غلط ثابت ہوئیں۔ خیر یہ تو ہوا۔ لیکن اُس کی بہن پر بھی بعض انتہائی غلط الزامات لگا دیئے گئے جو نہ صرف بدظنی تھی بلکہ ایک شریف عورت پر تہمت بھی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی عورتوں کو بھی عقل دے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے اور اس پر میں اکثر زور دیتا رہتا ہوں۔ عورت کے تقدس اور حیا کے لئے بڑا ضروری ہے کہ غضّ بصر سے کام لیں اپنی نظروں کو نیچی رکھا کریں۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں۔ بعض غیر احمدی مسلمان علماء جو ہیں وہ شاید نوجوان نسل کو اپنے زیرِ اثر کرنا چاہتے ہیں یا اُنہیں یہ خوف ہے کہ اگر اِس حکم پر عمل کرنے کا کہا جائے گا تو جو نوجوان مسلمان نسل ہے وہ شاید دین سے بالکل ہی نہ ہٹ جائے۔ اِن احکامات کی تشریح کرتے ہوئے پردے کو ضروری خیال نہیں کرتے حالانکہ یہ تمام باتیں جو میں نے ابھی اوپر بیان کی ہیں اور جن کا سورۃ نور میں ذکر بھی ہے یعنی حیا، زینت کو رکھنا غضِ بصر سے کام لینا، یہ عورت کی حفاظت اور پردے کا حکم دیتی ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں مردوں کو بھی غضِ بصر سے کام لینے کا حکم ہے۔ صرف اس لئے کہ عورت کے تقدس کی حفاظت رہے۔ اور عورت کو اِس لئے کہ تمہاری حیا اور تقدس محفوظ رہے۔ بہرحال ایک غیر احمدی مسلمان کو تو خوف ہوسکتا ہے کہ اِن احکامات کی پابندی شاید دین سے دُور نہ کر دے لیکن ایک احمدی مسلمان عورت پر یہ بدظنی نہیں کی جاسکتی۔ اِس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اور خلفاء بھی ہمیشہ عورتوں کو لباس اور پردے کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ گوکہ آجکل پردے کے خلاف مغرب میں جو مہم چل رہی ہے، اس مہم کو چلانے کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک ردّعمل پیدا ہو رہا ہے اور بعض نے ایسے برقعے بھی بنا لئے ہیں جو واقعی ایسے خوفناک لگتے ہیں اور جن کو دیکھ کر

اُن ملکوں کی جو انتظامیہ ہے اُن کو بہر حال دیکھنا پڑتا ہے، بعض جگہوں پر جانے کے لئے چیک کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ ایک ردّعمل ہے۔ فرانس وغیرہ میں جو قانون بنے ہیں جہاں تک میرے علم میں یہ بات ہے وہ بھی اِس قسم کے برقعے کے خلاف بنے ہیں۔ جو عام حجاب ہے اُس کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن قابلِ فکر بات یہ ہے کہ ایک مسلمان ملک نے بھی غالباً سیریا نے اپنی یونیورسٹیوں میں پردے یا حجاب پر پابندی لگا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں پر بھی، اُن کی حالتوں پر رحم کرے۔ یہ صاف مغرب سے خوفزدہ ہو کر یا دجالی چال کے زیر اثر آ کر کرنے والا کام ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں اُن میں نہ ہی افراط کا حکم ہے نہ ہی تفریط کا حکم ہے۔ نہ اِس طرف جھکو نہ اُس طرف جھکو۔ اور یہی اصل چیز ہے۔ اب بھی غیر از جماعت مسلمان عورتوں، لڑکیوں میں دیکھنے میں آتا ہے، شاید اِن میں چند احمدی لڑکیاں بھی شامل ہوں کہ جینز اور چھوٹی قمیض پہن کر (پھرتی ہیں) جس میں جسم کی نمائش ہو رہی ہوتی ہے اور اوپر حجاب لیا ہوتا ہے۔ اِس قسم کا پردہ تو اسلام کا حکم نہیں ہے۔ یہ شاید اُن لڑکیوں میں بھی مغرب کے قانون کا ردّعمل ہے کہ اچھا تم ہمیں روکتے ہو تو ہم حجاب لے لیتی ہیں۔ اس سے اُن کو کوئی غرض نہیں ہوتی کہ پردے کی رُوح کیا ہے۔ تو یہ جو ردّعمل ہے یہ بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تو یہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ نظریں نیچی رکھو، بے محابا عورت اور مرد آپس میں ایک دوسرے سے نظریں نہ ٹکرائیں۔ ایک حیا اُن میں ہونی چاہئے۔ دوسرے اپنی زینت چھپاؤ۔ ایسا لباس ہو جس سے جسم کی نمائش نہ ہوتی ہو اور تیسرے یہ کہ اپنی زینت چھپانے کے لئے اپنے گریبانوں، سر، گردن اور سامنے کے حصوں کو ڈھانپ کر رکھو۔ جو برقعہ پہننا ہے وہ ڈھیلا ڈھالا ہو۔ جو میک اَپ کر کے چہرہ ننگا کر کے پھرتی ہیں وہ بھی زینت ظاہر کرنے کے زمرے میں آتی ہیں۔ اسی طرح بالوں کی نمائش جو کرتی ہیں وہ بھی زینت ظاہر کرنے کے زمرے میں آتی ہیں کیونکہ وہ خود اپنے بالوں کی نمائش اِسی لئے کر رہی ہوتی ہیں کہ یہ ہماری زینت ہے۔ خود سمجھ رہی ہوتی ہیں کہ اِس سے ہماری خوبصورتی ظاہر ہو رہی ہے۔ اس لئے سر ڈھانکنا، چہرے کو کم از کم اِس حد تک ڈھانکنا کہ چہرے کی نمائش نہ ہو رہی ہو اور لباس کو مناسب پہننا یہ کم از کم پردہ ہے اور حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کی تلقین فرمائی ہے کہ کم از کم یہ معیار ہونا چاہئے۔آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”یورپ کی طرح بے پردگی پر یہ لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔ یہی عورت کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔جن ممالک نے اِس قسم کی آزادی کوروا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو، اگر اِس آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عفّت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں“۔ (ملفوظات جلد ہفتم۔صفحہ 134)

پس آزادی کی بھی کچھ حدود ہیں۔ جب آزادی کے نام پر لباسوں کی نمائش شروع ہوتی ہے۔ جب ضرورت سے زیادہ فیشن کی طرف توجہ ہوتی ہے تو پھر بے پردگی کی طرف بھی قدم اُٹھتے ہیں۔ پاکستان سے مجھے بعض شکایات آتی ہیں اور خاص طور پر ربوہ سے کہ برقعوں کے بھی ایسے ڈیزائن شروع ہو گئے ہیں جس میں فیشن ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے عورتوں کے جسم نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ اِس لئے تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے جو (حدود) مقرر کی ہیں، اُس کے اندر اپنی حدود رکھو۔

جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر آتے ہیں تا کہ دنیا کی اصلاح کر کے اُنہیں خدا تعالیٰ کے قریب کریں۔ اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے تو آپ نے جس طرح ہماری رہنمائی فرمائی ہے اُس کے مطابق چلنا چاہئے۔ جس سے ہماری دنیا وآخرت سنبھلتی ہے اُس کے مطابق چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک مومنہ ہونے کا حق ادا کرنا چاہئے، اپنے آپ کو تقویٰ کے معیار کے مطابق چلانے کی کوشش کریں اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اور ہمیشہ کہتا ہوں کہ احمدی عورت کی ذمہ داری بہت بڑھ کر ہے۔ وہ اپنی زندگی تقویٰ سے گزارے کیونکہ اُس پر جماعت کی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ یہ آپ کے سپرد ایک امانت ہے اس امانت کا حق ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ دُعا کر لیں۔

تاریخِ اسلام میں خواتین کی قربانیاں اور دورِ حاضر میں احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

لجنہ اِماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ برطانیہ سے خطاب

سالانہ اجتماع 2010ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کا خواتین سے رُوح پرور خطاب
برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2010ء بتاریخ 3 اکتوبر 2010ء بروز اتوار بمقام
اسلام آباد (یوکے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ۔

مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ؕ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی پہلے آپ کا استہزاء اور ہنسی ٹھٹھا شروع ہوا اور پھر جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو ایک ایک کر کے ہم میں سے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتے چلے جا رہے ہیں، ہمارے کمزور اور ہمارے غلام اِس شخص کی بیعت میں آ کر ہمارے بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنتے چلے جا رہے ہیں تو پھر کفار نے آپ ﷺ کے لئے ہر منصوبہ بندی کی کہ کس طرح آپؐ کے پیغام کو اور آپؐ کے کام کو روکا جا سکتا ہے۔ آپ کے ماننے والوں پر ظلم و تعدی کی انتہاء کر دی۔ آپ ﷺ کے ماننے والوں میں نہ کوئی مرد ظالم کفار کے ہاتھوں محفوظ رہا اور نہ کوئی عورت۔ اسلام کی تاریخ میں دو اونٹوں سے ایک

شخص کی ٹانگیں باندھ کر اُن کو مخالف سمت دوڑا کر جسم کو چیرنے کا واقعہ ملتا ہے، وہ بھی ایک عورت تھی، باوجود اپنے بھیانک انجام کے سامنے دیکھنے کے اُس پرعزم عورت نے، توحید پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی عورت نے، اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنے جسم کو ظالمانہ طور پر چیرا جانا برداشت کرلیا لیکن اپنے خدا سے بے وفائی نہیں کی۔

پھر مکہ میں ہی ظلم کی داستان کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے جب حضرت یاسرؓ کے پورے خاندان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک دن ایسے ہی ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے یہ خاندان جب اُس میں سے گزر رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے دیکھا کہ یہ لوگ رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے اِن کو مارا جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے آلِ یاسر! صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے مکان تعمیر کیا ہے۔ تمہارا ایک مکان بن رہا ہے جنت میں۔ اِس ظلم کے دوران ہی حضرت یاسرؓ تو شہید ہو گئے اور حضرت سمعیہؓ جو آپ کی بیوی تھیں اُن کا بھی بُرا حال تھا، ظلم اور تشدد کی وجہ سے نیم بے ہوشی کی حالت تھی۔ اُس حالت میں بھی ابوجہل نے اُن پہ ظالمانہ طور پر ایک نیزہ مار کے اُن کو شہید کر دیا۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ لے کر، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے آپ کو دیا تھا، اِس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اِن کی یہ قربانی تاریخ اسلام میں نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے اور ہر جگہ اِن کی قربانی کا ذکر ہوتا ہے جب بھی آپ تاریخ اسلام اُٹھائیں گے۔

عورت فطرتاً کمزور ہوتی ہے لیکن اِسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ توحید کے قیام و استحکام کے لئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔ پھر دیکھیں آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کے دوران ہی شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا جہاں آنحضرت ﷺ، حضرت خدیجہؓ اور آپؐ کے خاندان اور آپؐ کے ماننے والے اڑھائی سال تک وہ قربانیاں دیتے رہے جس میں مسلسل بھوک اور پیاس بھی برداشت کرنی پڑی۔ بچے

بھوک سے بلکتے رہے۔ مائیں بچوں کی حالت کو دیکھ کر بے چین اور پریشان تو ضرور تھیں۔ اپنے بچوں کو بھوک کی حالت میں دیکھ کر اور اس بھوک کی حالت کی وجہ سے قریب المرگ دیکھ کر غمزدہ تو ضرور تھیں لیکن جس توحید کی دولت اور جس زندہ خدا کو وہ پا چکی تھیں اُس سے بے وفائی اور مُنہ موڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ ثباتِ قدم اور استقامت کے پیکر اگر مرد تھے تو عورتیں بھی اُس سے کم نہیں تھیں۔ پس قربانی اور ایمان میں مضبوطی کی ایک رُوح تھی جو اِسلام نے مردوں اور عورتوں میں یکساں پیدا کر دی۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مدینہ میں ہجرت ہوئی، اور اِسلام کے پھیلنے کا ایک نیا دور شروع ہوا تو وہاں بھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ایک فوج کے ساتھ مدینہ پر لشکر کشی کی تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اجازت عطا فرمائی کہ دشمنوں کے اِن ظلموں کو روکنے کے لئے آپؐ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے اور اب اِن کا جواب سختی سے دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اب اِن ظلموں کو نہ روکا گیا تو یہ ظلم بڑھتے بڑھتے ہر مذہب کے خلاف آگیں بھڑکائیں گے اور اُس تعلیم کے خلاف جو خدائے واحد کی عبادت پر زور دیتی ہے یہ ظلم کرنے والے ہمیشہ تلوار اُٹھاتے چلے جائیں گے۔ پس آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدینہ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف صف آرائی کی، اُن کے سامنے کھڑے ہوئے۔

پہلی جنگ، بدر کے میدان میں لڑی گئی اور پھر جب بھی دشمن کو موقع ملتا رہا دشمن مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ مسلمان باوجود تعداد میں کم اور معمولی ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور اِن جنگوں میں بھی جو خالصتاً مردوں کا کام ہے مسلمان عورتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اُن بہادر عورتوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ جو فرائض عمومی طور پر انجام دیئے اُن میں فوجیوں کو، جو زخمی فوجی تھے، لڑنے والے جو مسلمان تھے اُن کو پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، شہیدوں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اُٹھا کر لانا، تیر اُٹھا کر مردوں کو دینا تاکہ وہ چلائیں۔ اَب ایک عورت جو بظاہر کمزور سمجھی جاتی ہے، ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے، یہ کام انجام دے سکتی ہے، اُس کے بغیر تو ناممکن ہے کہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض واقعات میں بیان کروں گا بلکہ ایک واقعہ زیادہ اہمیت کا

حامل ہے جومَیں نے اِس وقت چُنا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مردوں کی طرح تلوار بھی عورتوں نے چلائی۔ پھر فوجیوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنا یہ بھی عورتوں کا کام تھا، شہیدوں کے لئے قبریں کھودنے میں مَردوں کا ہاتھ بٹانا یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ پھر فوج کو ہمت دلانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا۔ اِس میں بھی عورتوں نے خوب کردار ادا کیا لیکن کافر عورتوں کی طرح گانے گا کر اور غلط طریقے سے اُن کے جذبات اُبھار کر نہیں بلکہ اُن کو دینی غیرت دلا کر، خود مرنے کے لئے آگے قدم بڑھا کر۔

پس اِسلام کی تاریخ میں عورتوں کا ایک مقام ہے۔ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں مسلمان عورتوں نے اپنا پورا کردار ادا کیا ورنہ یہ اُن کی زندگی کا مقصد نہیں تھا۔ وہ صحابیات ایسی تھیں جنہوں نے اُس وقت کے ماحول کے مطابق جو نظام جماعت تھا اُس کو بہترین مشورے بھی دیئے، اُن صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کئے۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت بھی کی جس سے اُن میں احساس پیدا ہوا کہ ہم نے مذہب اور قوم کے لئے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنا ہے۔ اور اِس کی قربانی دینی ہے اور اِس کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ پس صرف جنگی اور جاہلانہ مزاج ہونے کی وجہ سے وہ نڈر اور بہادر نہیں تھیں بلکہ ایک مقصد کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے اُنہوں نے یہ قدم اُٹھایا۔ اُن کو یہ احساس تھا کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے تو قلم کے جہاد کا آپؑ نے اعلان فرمایا۔ پھر اِس کے ساتھ، قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آجکل الیکٹرونک میڈیا ہے۔ مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اِسلام پر حملے کئے جاتے ہیں۔ احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آج اِن حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ تو اِن حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ اِنٹرنیٹ اور فیس بک اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور

فن کے لئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اُولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اُس مقصد کے حصول کے لئے لڑا دی۔ آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اِس کام کے لئے جماعتی نظام کو اپنے آپ کو پیش کریں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض مثالیں اِن جہاد کرنے والی عورتوں کی پیش کروں گا۔ ایک مثال جو عام ہے وہ میں نے لی ہے وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ پتہ لگے کہ کس طرح مستقل طور پر اِسلام کے دفاع کے لئے وہ عورتیں کھڑی ہوتی تھیں۔ توحید کے قیام کے لئے جان کی قربانیاں پیش کرنے کی مثالیں تو آپ نے سن لیں لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں اِسلام کے دفاع اور اُس دین کے دفاع جس نے توحید کا قیام کرنا ہے اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑانی ہے، اُن کا کیا کام ہے اور کس طرح اُن لوگوں نے، اُن عورتوں نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑائی اور کس طرح وہ مضبوط چٹان بن کر کھڑی ہوئیں۔

سب سے پہلے میں حضرت اُمّ عمارہ کی مثال لیتا ہوں۔ حضرت اُمّ عمارہ اُن ابتدائی خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں، مدینہ کی عورتوں میں سے، جنہوں نے مکہّ جا کر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حصہّ لیا تھا۔ اِس خوش نصیب قافلے میں بہتّر مرد اور دو عورتیں تھیں اور اُن میں سے ایک اُمّ عمارہ نصیبہ بنت کعب اور دوسری اُمّ بنی اَسماء بنت عمرو بن عدی تھیں۔ حضرت اُمّ عمارہؓ بیان کرتی ہیں اپنے بیعت کا واقعہ۔ کہ جب مردوں سے بیعت لے لی گئی تو میرے خاوند نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ دو خواتین بھی بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے، اِن کی بیعت بھی اُنہی شرائط پر قبول ہے جو بھی میں نے مردوں سے لی ہیں عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تو بیعت نہیں ہوتی۔ اِن کی بیعت ہوگئی۔ پھر آپؓ کے کارناموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے بھی آپؓ نے وہ جوہر دکھلائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ رسولِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ میں اپنے دائیں بائیں اُس وقت جس طرف

بھی میری نظر اُٹھتی تھی، دیکھتا تھا تو اُمّ عمارہ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے مسلسل لڑتا ہوا پاتا تھا۔

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایک ایسا نازک ترین وقت بھی آیا کہ جب مسلمانوں کی ایک جلد بازی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔ کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبداللہ اور حبیب کے ہمراہ رسولِ اقدس ﷺ کے دفاع کے لئے آپؐ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اور کہتی ہیں کہ ہم ہر طرف سے اِن حملوں کا جواب دینے لگے جو اُس نازک صورتِ حال پر ہو رہے تھے۔ خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ کہتی ہیں میرے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ہم اِن میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دیتے۔ کہتی ہیں کہ گھوڑے پر سوار دشمن نے مُجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن مَیں نے اپنی ڈھال پر اُس وار کو روک لیا اور کچھ نہ کر سکا وہ دشمن۔ اور مَیں نے یک دم پیچھے جب وہ مڑا تو میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اُس کے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار ماری اور اِس زوردار وار کی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ کٹ گئی اور اپنے سوار سمیت وہ نیچے گر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے بڑی بلند آواز سے فرمایا، اِن کے بیٹے کو آواز دے کر کہ عبداللہ بن اُمّ عمارہ اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ میرے پاس آیا اور پھر میری مدد سے ہم نے اُس دشمن کا کام تمام کیا۔

اِسی طرح غزوۂ اُحد کا ایک واقعہ اِن کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کی طرف سے زوردار حملہ ہوا مجاہدین بکھر گئے۔ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ رسولِ اقدسؐ کے قریب ہوا اور آپؐ پر جس طرف سے بھی کوئی وار ہوتا ہم اُسے روکتے۔ اور اِس جنگ میں حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر سخت تلوار کا زخم آیا جس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اِن کے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے کندھے پر مرہم پٹی کرو اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے، اللہ تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی دی کہ الٰہی اِس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔ یہ دُعا سن کر اِس خاندان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ پہلے سے زیادہ جوش اور جذبے کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے دفاع میں مصروف ہو گئے۔

حضرت اُمّ عمارہ نے اِس جنگ میں یہ دیکھا کہ بیٹے کا ہاتھ بُری طرح زخمی ہے تو اُس کی پٹی کی اور اُس کے بعد کہا کہ بیٹا جاؤ، ہمّت کرو اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرو۔ اِن زخموں کی وجہ سے بیٹھ نہیں جانا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر اِن کی جرأت کی بڑی تعریف فرمائی۔ حضرت اُمّ عمارہ آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑی تھیں، تلوار ہاتھ میں تھی تو وہ مشرک دوبارہ سامنے آیا جس نے اِن کے بیٹے کو زخمی کیا تھا تو رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا پھر سامنے آ گیا ہے۔ حضرت اُمّ عمارہ نے اُس کو دیکھتے ہی ایک وار کیا۔ اُس کی ٹانگ کٹ گئی اور جب زمین پر گرا تو باقی مجاہدین نے پھر اُس کو پکڑ لیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اِن کی بڑی تعریف فرمائی اُس موقع پر۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے خود یہ سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے غزوۂ اُحد کے دن جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو حضرت اُمّ عمارہ کو اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پایا۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے، جن میں کندھے کا زخم بہت گہرا تھا جس کا علاج تقریباً ایک سال تک ہوتا رہا۔ حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر تلوار کا جو وار کیا تھا جس شخص نے وہ بڑا خطرناک وار تھا۔ اُس سے آپ بے ہوش بھی ہو گئی تھیں۔ لیکن جب ہوش آیا تو پہلا سوال جو آپ نے پوچھا وہ یہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا حال ہے؟ نہ اپنے بیٹوں کا پوچھا نہ اپنے خاوند کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آپ ﷺ ہر طرح سے محفوظ ہیں تو بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین اور فتح مکہّ کے علاوہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بھی شامل تھیں اور جنگِ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ اِس جنگ میں لڑائی کے دوران اِن کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اِس کے علاوہ بھی جسم پر گیارہ زخم آئے اور اِن کا بیٹا اِس میں شہید ہوا۔ اُمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور اس سے پہلے جو بیعتِ رضوان لی گئی تھی اُس میں بھی شامل تھیں۔ اور اِس بیعت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس میں شامل سب لوگوں کو جنتی قرار دیا ہے۔

فرماتی ہیں کہ ہم عمرہ ادا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے

مکہّ معظّمہ کے قریب حدیبیہ مقام پر ہمیں روک لیا گیا۔قریش نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مکہّ معظّمہ میں داخل ہوں۔حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ کوسفیر بنا کر مکہ معظّمہ بھیجا گیا۔اُن کی واپسی میں تاخیر ہوگئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے۔رسولِ اقدس ﷺ نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لینا شروع کر دی اور آپؐ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔کہتی ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اُس نے وہ تھام لیا۔چونکہ یہ سفر عمرہ ادا کرنے کی نیّت سے اختیار کیا گیا تھا اس لئے بیشتر افراد کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔فرماتی ہیں کہ میں نے ایک لاٹھی پکڑ لی اور چھری ایک تھی میرے پاس وہ لے لی اور اپنی کمر کے ساتھ اڑس لی تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو میں اُن سے لڑسکوں۔

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوہ حنین میں بھی جرأت اور شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔فرماتی ہیں کہ بنوہوازن کا ایک شخص اونٹ پر سوار میدان میں جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا۔میں نے موقع پاتے ہی اونٹ کے پچھلی جانب زوردار وار کیا جس سے اونٹ لڑکھڑاتا ہوا اپنے سوار سمیت گر پڑا۔اور اس کے گرتے ہوئے سوار پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ اُٹھ نہ سکا۔

اِن کے بیٹے کو آنحضرت ﷺ نے اپنا نمائندہ بنا کر مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا لیکن اُس نے سفارتی آداب کو پامال کرتے ہوئے ایک ستون سے باندھ دیا اور بے ہودہ سوال کرنے کے بعد اُن کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔جب اُمّ عمارہؓ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو کمال صبر اور تحمل سے اِس صدمے کو برداشت کیا۔اِس پر آنحضرت ﷺ نے آپ کو بہت دعائیں دیں۔جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو اُس میں آپؓ کا اپنا بازو بھی کٹ گیا تھا لیکن اپنا بازو کٹنے کا آپؓ کو اتنا غم نہیں تھا جتنا مسیلمہ کذاب کے واصلِ جہنم ہونے کی خوشی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز بہت عمدہ چادریں اُن کے پاس لائی گئیں۔ایک چادر بہت ہی اچھی قسم کی تھی اور بڑے سائز کی تھی۔حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دیدی جائے جو آپ کی بہوتھیں۔آپؓ نے ارشاد فرمایا یہ چادر

اُس خاتون کو دی جائے گی جو صفیہ سے کہیں بہتر ہے میں نے اُس خاتون کی تعریف رسولِ اقدس ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ اِس کے بعد یہ چادر اُمّ عمارہؓ کو عطا کی گئی۔

صرف جنگیں ہی نہیں آپؓ نے بیعت کے بعد فوری طور پر مدینہ میں آ کر تبلیغ اور تربیت کا بھی بہت کام کیا اور اِس میں بھی بھر پور کردار ادا کیا۔ پس اُمّ عمارہ وہ ہیں جنہوں نے جرأت، بہادری کے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے جنگ کی انتہائی خطرناک صورت میں جب آنحضرت ﷺ کے اردگرد چند مسلمان رہ گئے تھے اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ مل کر بھر پور کردار ادا کیا ہے اگر مردوں میں حضرت طلحہؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ پر آنے والا ہر تیر اُحد کے دن اپنے ہاتھ پر روکا تھا اور اُف بھی نہیں کرتا تھا اِس لئے کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور تیر آنحضرت ﷺ کو لگ جائے۔ تو حضرت اُمِّ عمارہؓ نے عورتوں کی نمائندگی میں آپ ﷺ کی حفاظت کا بھی حق ادا کر دیا۔ یہ سوچ لیا کہ آج آنحضرت ﷺ کی حفاظت ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میرے بیٹے شہید ہوں۔ میرا خاوند شہید ہو۔ مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے تو میں قربان ہو جاؤں لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کی بہرحال حفاظت کرنی ہے۔

آج اگر آنحضرت ﷺ کا جسمانی وجود ہمارے سامنے نہیں ہے تو آپ ؐ کی ذات اور اِسلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ پس آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمارہ بن کر آنحضرت ﷺ کی ذات اور اِسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپ ؐ کی ذات اور اِسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ میں نے ایک امّ عمارہؓ کی مثال دی ہے۔ اِسلام میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی ایسی خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جنگ قادسیہ میں بھی مختلف موقعوں پر عورتوں نے بھر پور کردار ادا کیا ہے۔

پس آج جبکہ اِسلام پر دنیا کے ہر کونے سے حملہ ہو رہا ہے اور بد قسمتی سے مسلمان کہلانے والے خود بھی زمانے کے امام کی دشمنی کر کے اِن حملوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہمیں ایک اُمِّ عمارہ نہیں بلکہ ہزاروں

اُمِّ عمارہ کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کرنی ہے۔

نئے ذرائع ابلاغ الیکٹرانک ذرائع کو استعمال کرنا آج کل کی نوجوان نسل کو زیادہ آتا ہے۔ پس نوجوان نسل سے بھی میں کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور اِس جہاد میں اُتر جائیں۔ ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ جو واقفاتِ نو ہیں اپنے وقفِ نو کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جو واقفات نو نہیں ہیں وہ ایک احمدی اور سچا مسلمان ہونے کا حق ادا کریں۔ دین سیکھیں اور دین کو پھیلائیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کو بالکل پس پشت کر دیں۔ مخالفین کے کوئی اعتراض نئے نہیں ہیں آج بھی۔ وہی پرانے اعتراض ہیں جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفاظ کی ردّو بدل کے ساتھ یہ پیش کر دیتے ہیں اور اِن سب کے جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ لصلوٰۃ والسلام کی کتب یا اقتباسات جن کا انگلش میں ترجمہ میسر ہے جن کو اُردو پڑھنی نہیں آتی وہ انگلش میں پڑھیں اور کوشش کریں کہ اِس کے علاوہ بھی علم حاصل کریں اور اُن کے جوابات دیں جو اعترضات آج اِسلام پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر ہو رہے ہیں اور دشمن کے خلاف ایک ننگی تلوار بن کر کھڑی ہو جائیں۔

پھر میں ایک مثال پیش کرتا ہوں حضرت اُمِّ سلمٰی اسماءؓ، یہ بیعت رضوان میں شامل تھیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا یہ بیعت تھی جو صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کی افواہ پر۔ اور یہ وہ بیعت تھی جس کا مطلب ہے کہ جس میں شامل لوگوں سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوا کیونکہ آج انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر ایک نیا عہد کیا تھا۔

حضرت اُمِّ سلمٰی کی خصوصیات یہ تھیں۔ اُن میں بڑا صبر تھا بڑا تحمّل تھا، ایمان اور توکّل اعلیٰ درجے کا تھا، تقویٰ اور خشیّتِ الٰہی میں ترقی کرنے والی خاتون تھیں۔ عقل و دانش کی پیکر تھیں۔ ہمت بھی اُن میں بڑی تھی۔ بہادر بھی بہت تھیں۔ فصاحت اور بلاغت میں ممتاز مقام اُن کا تھا اور عورتوں میں خطیبۃ النساء کے نام سے معروف تھیں کہ عورتوں کی بہترین مقررہ۔ انہوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔ جنگِ یرموک میں لاٹھی سے ہی ڈنڈے سے ہی نو رومیوں کو قتل کر دیا۔ گفتگو اِن کی بڑی جچی تلی ہوتی تھی۔ جو بھی اِن کی گفتگو سنتا متأثر ہوئے

بغیر نہ رہتا۔ اِن کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ مشہور واقعہ جو ہے۔ حدیث ہم سنتے ہیں جس میں اِنہوں نے عورتوں کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اُن کا کیا مقام ہے۔ حاضر ہوکر جب اِنہوں نے کہا کہ آج میں عورتوں کی نمائندہ بن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کوعورتوں اور مردوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم عورتوں کو بھی آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی پیروی اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہم اپنے گھروں میں پابند ہیں۔ اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری میں محو رہتی ہیں۔ اَولاد کی پرورش کرنا اور گھر کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ مرد حضرات جمعہ اور باجماعت نمازیں وغیرہ اور جنازے اور جہاد ہر جگہ شریک ہوتے ہیں اور ہم سے زیادہ فضائل حاصل کر لیتے ہیں نیکیوں کی وجہ سے۔ جب وہ جہاد کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو ہم اُن کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یارسول اللہ! کیا اجروثواب میں ہم بھی اُن کی برابر کی شریک ہیں؟

یہ اندازِ گفتگو آنحضرت ﷺ کو بہت پسند آیا اور آپؐ نے صحابہ سے کہا: کیا کوئی اِس سے بہتر رنگ میں عورتوں کی نمائندگی کرسکتا ہے؟ صحابہؓ نے کہا کہ ایسا فصیح بیان تو ہم نے آج تک نہیں سنا۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اِن خواتین کو جا کر میرا پیغام سنادو جن کی نمائندہ بن کر تم یہاں آئی ہو۔ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، اُن کی خوشی کو پیشِ نظر رکھنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا، اللہ تعالیٰ کو اِس قدر پسند ہے وہ ایسی بلند مرتبہ عورت کو وہی اجروثواب دیتا ہے جس کا ذکر اِس نے مردوں کے لئے کیا ہے۔

پس یہ مرد بھی وہ خوش نصیب مرد تھے جو تقویٰ پر چلنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے تھے جو اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔ حضرت اسماء یہ پیغام سن کر خوشی سے واپس آئیں اور عورتوں کو جواب دیا۔ پس یہ تقویٰ پر چلنے والی بیویوں کا بھی رویہ ہے کہ اپنے سپرد جو کام ہیں اُن کے، اُن کو وفا سے ادا کرنا۔ اپنے فرائض کو وفا کے ساتھ ادا کرنا۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہترین رنگ میں

توجہ دینا۔لڑکیوں کا کام ہے کہ اپنی دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ۔صرف فیشن ہی پیشِ نظر نہ رہیں۔ایسی عورتیں ہیں ایسی لڑکیاں ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔کس طرح اُن عورتوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا۔

پھر ایک واقعہ ملتا ہے حضرت اُمِ ورقہؓ بنت عبداللہ کا۔ یہ بھی انصاری خواتین میں تھیں۔قرآن کریم کی حافظ تھیں۔ عالمہ تھیں۔ بڑی مدبرہ تھیں۔علم وحکمت میں ترقی کرنے والی تھیں۔ عبادت گزار تھیں۔ زہد وتقویٰ میں بڑی ترقی کرنے والی تھیں اور عبادت میں تو اتنی مشہور تھیں کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتی تھیں۔قرآن کریم کی تلاوت نہایت عمدہ لہجے میں کیا کرتی تھیں۔قرآن کریم کی آیات پر غور اور تدبر اور سوچ اور فکر ان کی بہت گہری تھی۔

حضرت اُمّ ورقہ انصاریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوۂ بدر کے لئے روانگی کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ میں زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دوں گی۔میری دلی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔

یہ جذبہ اور شوق اور ولولہ دیکھ کر رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو اللہ تعالیٰ وہیں شہادت کا مرتبہ عطا کردے گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت اُمّ ورقہؓ خوشی خوشی اپنے گھر آئیں۔اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ آپ کے گھر جاتے تھے کہتے تھے: آؤ آج زندہ شہید کے گھر چلیں۔لیکن آنحضرت ﷺ کی بات یہ اِس طرح بھی پوری ہوئی کہ اِن کے دو غلام تھے۔ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔اُن کو آپؓ نے کہا تھا کہ جب میں وفات پا جاؤں گی تو میں تم لوگوں کو آزاد کر دوں گی۔اُن دونوں نے مل کے یہ سوچا کہ اِن کی عمر تو پتہ نہیں کتنی ہے! کب تک یہ زندہ رہیں گی اور کب ہمیں آزادی ملے گی!! اُنہوں نے ایک دن موقعہ پا کر رات کو اُن کو شہید کر دیا۔ اِس طرح اپنے گھر میں شہید ہونے کا

جو آنحضرت ﷺ کا فرمان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ بہر حال وہ بعد میں پکڑے گئے۔

پھر حضرت فاطمہؓ بنت خطاب ہیں جو اپنے بھائی کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنیں۔ اُن کے اِسلام لانے کا باعث بنیں۔ بھائی کی سختیوں کے باوجود، بھائی کے ہاتھوں لہولہان ہونے کے باوجود اِسلام کی خوب صورت تعلیم سے ایک انچ بھی ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ آخر بھائی کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو سن کر خود بھی اِسلام کی آغوش میں آ گئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔

غرض کہ اِن صحابیات کے بے شمار واقعات ہیں جنہوں نے دین سے محبت، خدا سے محبت، اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت اور عشق کی داستانیں رقم کی ہیں۔ عبادتوں میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی ہے اور جسمانی جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنے بچوں اور خاوندوں کو قربان کروا کر صبر اور حوصلے کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے ہیں۔ تبلیغِ دین میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے اور مسائل سیکھنے اور سکھانے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ ہی تھیں جنہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ نصف دین سکھانے والی بن گئیں۔ غرض ہر میدان میں مسلمان عورت کا ایک کردار ہے۔ اور ان عورتوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں دین کی محبت اِس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ وہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

پس آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ تبھی وہ اپنا عہد پورا کرنے والی کہلا سکتی ہیں، تبھی وہ اپنے عہد کا حق ادا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ وہ عورتیں جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تربیت پائی اُنہوں نے بھی اپنی قربانیوں اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اُن کی بھی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم نے اِن مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک رہنما اور ٹارگٹ مقرر کرنے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اِس زمانے میں پہلے سے بڑھ کر ہمیں اِس بارے میں کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ رُوح تو قائم ہے لیکن اِن پر توجہ کے لئے اِس ذکر کی

ضرورت رہتی ہے تا کہ اکثریت ہم میں سے یہ قربانیاں کرنے والی اور عبادتیں کرنے والی اور اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی بن جائے۔ کہیں زمانے کے بہاؤ میں بہہ کر، زمانے کی لغویات میں بہہ کر ہماری نسلیں اِس رُوح کو بھول نہ جائیں۔ اِس لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی گئی تھی تا کہ اس تنظیم کے تحت عورتیں اپنی روحانی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور اپنی اخلاقی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی کوششیں کرتی رہیں اور توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف یہ کہ تیار رہیں بلکہ قربانیاں دیتی چلی جائیں اور اگلی نسلوں میں بھی یہ رُوح پھونکتی چلی جائیں۔

یہ جوش اور جذبہ پاکستان میں آج کل سخت حالات کی وجہ سے اُبھرا تو ہے لیکن یہ عارضی نہیں ہونا چاہئے باہر کے ملکوں کے لئے۔ نہ صرف پاکستانی احمدیوں پر سخت حالات ہیں بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک ہیں۔ انڈونیشیا ہے، بنگلہ دیش ہے، بعض عرب کے ممالک ہیں جہاں سخت حالات ہیں۔ وہ تو اِن حالات کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں مضبوط ہوتے چلے جارہے ہیں اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر اپنے اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے کی کوشش کرتے چلے جارہے ہیں۔ اِن لوگوں میں دین میں مضبوطی پیدا ہوئی ہے، دین سے ایک خاص تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو باہر کی رہنے والی ہیں اُن کو بھی اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اِس اپنے اخلاص و وفا کے تعلق میں بڑھتی چلی جائیں۔

میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اِس مضمون کے خط مجھے مسلسل آرہے ہیں کہ پاکستان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنا آج کل روکا ہوا ہے۔ اور اُن کی activities جو ہیں لجنہ کی تنظیم کی activities جو ہیں اُن کو بڑا low profile میں رکھا گیا ہے بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کیا عورت کی جان مرد سے زیادہ قیمتی ہے؟ کیا عورت کو شہید ہونے کا حق نہیں ہے؟ ہمیں اپنی activities کرنے کی آزادانہ طور پہ activities کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے اور اِس کے لئے ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ہماری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے۔ بلکہ یہ لکھتی ہیں کہ مرد تو شاید ہمارے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ گھر کے کمانے والے ہیں۔ لیکن بہر حال عورت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگلی نسلوں کی تربیت گاہ

عورت ہی ہے۔

یاد رکھنا چاہئے ہمیں، اُن عورتوں کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ عقل سے چلنا بھی بہت ضروری ہے۔ عورت کی عزت، عصمت اور تقدّس انتہائی ضروری چیز ہے اور مردوں کا کام ہے کہ اُس کی حفاظت کریں اِس لئے یہ احتیاطیں ہم کر رہے ہیں لیکن جب ضرورت پڑے تو پھر عورت کو بھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہی نمونے دکھانے چاہئیں جو نمونے ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائے تھے، اُن صحابیات نے دکھائے تھے یا اِس زمانے میں بھی بعض ہمیں مثالیں اِس کی ملتی ہیں۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی خولہ بن کر دکھائیں گی۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی اُمّ عمارہ بن کر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رہیں لیکن احتیاطیں جو کی جارہی ہیں اُس کی بہرحال پابندی کرنی ضروری ہے۔

یہاں جو آپ لوگ آزاد رہ رہے ہیں۔ اپنی اِس آزادی کو بھی اِس طریق پر استعمال کریں کہ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اِسلام اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔ اور میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اس حفاظت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنا ہے اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر نہ گاڑ لوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ دُعا کر لیں۔

رشتہ ناطہ اور خوشگوار عائلی زندگی سے متعلق

اسلامی تعلیمات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

خواتین سے خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جلسہ سالانہ یوکے 2011ء کے موقع پر
23 جولائی 2011ء بروز ہفتہ
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۔

یہ آیات جو آپ کے سامنے، اجلاس کے شروع میں تلاوت کی گئی تھیں یہ تین مختلف سورتوں کی آیات ہیں جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔ عام طور پر مردوں کی زیادہ تعداد نکاح میں شامل ہوتی ہے، اُن کو تو ان آیات کا پتہ ہے۔ کم از کم یہ پتہ ہے کہ یہ آیات نکاح پر پڑھی جاتی ہیں۔ یہ مَیں نہیں کہہ رہا کہ اُن کو اس پر عمل کرنے کا بھی پتہ ہے۔ لیکن خواتین بہت کم نکاحوں میں شامل ہوتی ہیں اُن کے سامنے اس کا مضمون بیان کرنے کے لئے مختصراً مَیں نے آیات کا انتخاب کیا تھا۔

ان آیات میں عورت اور مرد کے لئے نکاح اور شادی کے اہم بندھن کو نبھانے کے لئے بڑی اہم

باتوں کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلی اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ ان آیات میں سے پہلی آیت سورۃ النساء کی ہے جیسا کہ آپ کو بتایا گیا۔ دوسری اور تیسری سورۃ احزاب کی آیات ہیں۔ چوتھی سورۃ الحشر کی آیت ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ سب سے پہلی بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے۔ پہلی آیت میں تقویٰ کا لفظ دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ پھر دوسری آیت میں تقویٰ کا ذکر ہے۔ پھر چوتھی اور آخری آیت میں دو مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ گویا کہ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا ذکر ہے۔ اور ہر مرتبہ جب تقویٰ کا ذکر آیا ہے تو فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو اور ساتھ ہی اس کے بعد ایک نئی ہدایت فرمائی کہ اس لئے تقویٰ اختیار کرو کہ یہ عمل تمہارے ہوں، اس لئے کہ یہ عمل تم نے سرانجام دینے ہیں، اس لئے کہ یہ اعمال ہیں جو تمہارے لئے اس بندھن کو نبھانے کے لئے ضروری ہیں۔

کل مَیں نے تقویٰ کا ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں تقویٰ کا بہت اونچا معیار دیکھنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ یہ تقویٰ کی جڑ ہی ہے جو انسان اگر اپنے اندر قائم کر لے تو اُسے سب کچھ مل جائے گا۔ نہ یہ دنیا کی جاہ وحشمت، نہ یہ دنیا، نہ یہ دنیا کا علم، سب کچھ کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ اگر ایک مومن اور مومنہ یہ سمجھتی ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ جو عہد میں دہرا رہا ہوں وہ اس لئے ہے کہ یہ میرے دل کی آواز بن جائے اور اس پر عمل کرنے والا بنوں تو اُس کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر نہ عہد پورے ہو سکتے ہیں، نہ ایک مومن اور مومنہ اپنے ایمان کی حالت کو قائم رکھنے والا بن سکتا ہے۔ اگر یہ قائم ہو جائے تو پھر دین بھی مل جائے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ ایک انسان عورت ہو یا مرد جب ایمان کا دعویٰ کرتا ہے، مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو یقیناً اُس کی یہ خواہش ہوتی ہے اور سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ خدا کو پالے تا کہ اُس کا دین سنور جائے اور اُس کی دنیا بھی سنور جائے۔ پس اگر خدا کو پانا ہے، اُس کی رضا کو حاصل کرنا ہے تو پھر تقویٰ پر چلنا انتہائی ضروری ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے

ہوئے اختیار کرنا۔ اور برائیوں کی تعریف یا نیکیوں کی تعریف خود انسان نے نہیں کرنی بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ پھر اُس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تلاش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سنّت میں تلاش کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اس زمانے کے لئے امام بنا کر بھیجا گیا تا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم لوگوں پر واضح کریں اُن کے ارشادات کو پڑھو اور نوٹ کرو اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ اُن میں سے کون کون سی ایسی باتیں ہیں جن سے ہمیں روکا گیا ہے، جو برائیاں ہیں۔ اور کون کون سی ایسی باتیں ہیں جنہیں کرنے کا ہمیں کہا گیا ہے جو نیکیاں ہیں اور اچھائیاں ہیں۔ صرف ان آیات میں تقویٰ کی تلقین نہیں کی گئی بلکہ قرآنِ کریم میں بیشمار جگہ پر اس کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیز گاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں''۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں

تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور نا جائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔

چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے‘‘۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 209-210)

پس یہ وہ معیار ہے جو اگر حاصل ہو جائے تو معاشرے کو بہت سے مسائل سے بچا لیتا ہے۔ یہ وہ معیار ہے جو ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو ہماری دنیا بھی دین بن جاتا ہے۔ ہماری ہر خواہش جو بھی ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کی کوئی خواہش ایسی نہیں ہوتی جو صرف دنیا میں پڑے رہنے سے حاصل ہو۔ اور یہ تقویٰ اگر حاصل ہو جائے تو پھر معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں جو گو مختلف صنف سے اُن کا تعلق ہے۔ لیکن میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہونے کے بعد ایک اکائی بن جاتے ہیں۔ یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسل چلتی ہے۔ اگر اس اکائی میں تقویٰ نہ ہو، اس جوڑے میں تقویٰ نہ ہو تو پھر آئندہ نسل کے تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں اور معاشرے کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کی بھی ضمانت نہیں، کیونکہ ایک سے دو اور دو سے چار بن کے ہی معاشرہ بنتا ہے۔ پس ایک مومن جب تقویٰ کی تلاش میں ہوتا ہے تو وہ صرف اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ اپنی نسلوں کے لئے بھی، اپنے معاشرے کے لئے بھی۔ اور جب اس بنیادی اکائی میں یہ تقویٰ ہوگا تو آئندہ نسل میں بھی تقویٰ کی ضمانت بن جائے گی اور پھر معاشرے کے تقویٰ کی ضمانت ہوگی۔ اعلیٰ اخلاق معاشرے میں ہمیں نظر آئیں گے۔

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ سلامتی کا تعویذ ہے۔ پس اگر تو آپ سلامتی چاہتی ہیں اور یقیناً ہر شخص چاہتا ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ہو، یا مذہب پہ یقین نہ بھی رکھتا ہو تو

وہ یہ چاہتا ہے کہ سلامتی کے حصار میں ہو۔ اُس کو سلامتی پہنچتی رہے۔ دوسرے کو چاہے وہ سلامتی پہنچانے والا ہو نہ ہو، اپنے لئے وہ سلامتی چاہتا ہے۔ ایک بدمعاش ہے، ایک چور ہے، ایک ڈاکو ہے، وہ دوسرے کو بیشک نقصان پہنچاتا ہوا اپنے آپ کو وہ چاہے گا کہ ہر قسم کے نقصانات سے محفوظ رہوں۔ پس جب ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ اُس کو سلامتی ملے اور اُس کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اُس کے دن اور رات خیریت اور عافیت سے گزریں، ہر دشمن سے وہ محفوظ رہے، ہر پریشانی سے بچتا رہے، اُس کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے، تو پھر ایک مومن اگر یہ چاہتا ہے تو اُس کے لئے یہ راستہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نکتہ واضح فرمایا ہے کہ اگر تم سلامتی چاہتے ہو تو تقویٰ کو اختیار کرو کہ تقویٰ ہی سلامتی کا ایک تعویذ ہے جو تمہاری سلامتی کی ضمانت ہے۔ تم تقویٰ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا''۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 22)

پس جس کے لئے خدا جاگے اور اُس کی ہر شر سے حفاظت فرمائے تو وہ سلامتی کے ایک ایسے زبردست حصار میں آ جاتا ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اس سلامتی کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے ہر برائی سے بچنا ضروری ہے اور ہر نیکی کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ جب حقیقی رنگ میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے تو پھر بدیوں سے انسان بچتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کی قوت بخشتی ہے اور جب یہ قوت حاصل ہو جائے تو پھر انسان کے پاس وہ انمول تعویذ آ جاتا ہے جو سلامتی کی ضمانت ہے۔ انسان ایک ایسے مضبوط قلعے میں آ جاتا ہے جس کے اردگرد خدا تعالیٰ نے پہرہ بٹھایا ہوا ہے جس تک کوئی شیطانی حربہ نہیں پہنچ سکتا۔ شیطانی خیالات اور جذبات اُسی وقت اُبھرتے ہیں جب انسان خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، جب خدا تعالیٰ کا خوف نہیں رہتا۔

پس اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو کبھی کوئی ایسی حرکت انسان سے سرزد نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہو اور دنیا کے امن کو برباد کرنے والی ہو، اپنے معاشرے کے امن کو برباد کرنے والی ہو، اپنے گھروں کے سکون اور امن کو برباد کرنے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تم اس قلعہ میں آ کر بہت سے فتنوں سے بچ جاتے ہو، محفوظ ہو جاتے ہو۔ فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ جاتے ہو۔ پس آج کے معاشرے میں ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ اپنی زندگیوں میں امن وسکون پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے انسان کو مختلف قسم کے فتنوں سے بچنے، فتنوں اور خطرناک جھگڑوں سے بچنے اور بچانے کے راستے سکھائے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے انسان ان راستوں پر توجہ نہ دے کر اپنی زندگیوں کو برباد کر لیتا ہے۔ اس خوبصورتی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن اور مومنہ کے لئے مہیا فرمائی ہے۔ جو ایک مومن اور مومنہ کا طرّہ امتیاز ہونا چاہئے جو اس کے حسن کو چار چاند لگا دے۔

کپڑے یا ظاہری حسن کوئی چیز نہیں ہے۔ اصل حُسن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ عورت کو اپنے حسن اور زینت کا بڑا خیال رہتا ہے لیکن بہت سی ایسی ہیں جو اپنی اصل زینت سے بے خبر رہتی ہیں۔ میک اَپ کرنے سے، کپڑے پہننے سے، زیور پہننے سے زینت نہیں ملتی۔ اصل زینت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے۔ اُس حسن سے بے خبر رہتی ہیں جس سے اُن کا حسن و زینت کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور جو آزادی حاصل کر کے نہیں ملتی۔ اس معاشرے کی فضولیات میں گم ہو کر نہیں ملتی۔ جو حجاب ختم کر کے نہیں ملتی۔ جو سر ننگے کرنے سے نہیں ملتی۔ جو اپنے خاوندوں کے سامنے دنیاوی خواہشات پیش کرنے سے نہیں ملتی۔ یا مَردوں کے لئے بھی ایک زینت ہے، مَردوں کو وہ زینت، فیشن ایبل عورت سے رشتہ کرنے سے نہیں ملتی، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے سے ملتی ہے۔ آجکل مغرب کے زیرِ اثر ہو کر ہماری بعض عورتیں بھی اس قسم کا اظہار کر دیتی ہیں کہ شاید یہی زینت ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زینت تقویٰ کا لباس پہننے سے ملتی ہے۔ اور لباسِ تقویٰ اُن کو میسر آتا ہے جو اپنے ایمانی عہدوں اور اَمانتوں کو اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ

پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں چاہے وہ مَرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو جو ظاہری اعضاء ہیں ان امانتوں کا حق ادا کرنے والا بناؤ۔ ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے کان، آنکھ، زبان اور ہر عضو کے استعمال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کر کے استعمال کریں۔ اب عائلی جھگڑوں میں دیکھا گیا ہے کہ زبان، کان، آنکھ جو ہیں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ مرد ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ عورتیں ہیں تو وہ ان کا صحیح استعمال نہیں کر رہیں۔ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ مَیں اکثر اُن جوڑوں کو جو کسی نصیحت کے لئے کہتے ہیں یہ کہا کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کے لئے اپنی زبان، کان، آنکھ کا صحیح استعمال کرو تو تمہارے مسائل کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ زبان کا استعمال اگر نرمی اور پیار سے ہو تو کبھی مسائل پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح اب عموماً دیکھا گیا ہے چاہے وہ مَرد ہیں یا عورتیں ہیں، جب مقدمات آتے ہیں، جھگڑے آتے ہیں تو یہ مَرد یا عورت کی زبان ہے جو ان جھگڑوں کو طول دیتی چلی جاتی ہے۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب پھر انہوں نے فیصلہ کر لیا ہوتا ہے یا فیصلہ کرنے کی طرف جاتے ہیں کہ ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح دونوں طرف کے رحمی رشتوں یا دوسری ایسی باتوں کو جن کے سننے سے کسی قسم کی بھی تلخی کا احتمال ہو اُن سے اپنے کان بند کر لو۔ بعض دفعہ اگر ایک شخص یا ایک فریق کوئی غلط بات کرتا ہے تو دوسرا بھی اُس کو اسی طرح تُرکی بہ تُرکی جواب دیتا ہے۔ اگر جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے تھوڑے وقت کے لئے کان بند کر لئے جائیں تو بہت سارے مسائل وہیں دب سکتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ مرد یا عورتیں عادی جھگڑنے والے ہوں اُن کے علاوہ عموماً جھگڑے نہیں ہوتے۔ پس کان بند کرو، امن میں آ جاؤ گے۔ مَیں ایک واقعہ بتایا کرتا ہوں اور یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک خاوند اور بیوی جھگڑا کر رہے تھے۔ ایک چھوٹی بچی اُن کو دیکھ رہی تھی اور بڑی حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُن دونوں کو خیال آیا کہ ہم غلط کام کر رہے ہیں۔ اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے ویسے ہی بچی سے پوچھا کہ کیا تمہارے ماں باپ نہیں لڑتے، اُمی ابا نہیں لڑتے یا ایک دوسرے سے سختی سے نہیں بولتے؟ یا ناراض نہیں ہوتے؟ اُس نے کہا: ہاں۔ اگر میرے باپ کو غصہ آتا ہے تو میری ماں خاموش ہو جاتی ہے اور ماں کو غصہ آتا

ہے تو باپ خاموش ہو جاتا ہے تو ہمارے ہاں لڑائی آگے نہیں بڑھتی۔ تو پھر اس سے یہ نیک اثر بھی بچوں پر پڑتا ہے۔ ایک دوسرے کی برائیوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں بند رکھو اور ایک دوسرے کی اچھائیاں دیکھنے کے لئے اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ آخر ہر شخص میں چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی ہوتی ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے عموماً مرد پہل کرتے ہیں کہ اُن کو عورتوں کی برائیاں نظر آنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر جواباً جب عورتیں برائیاں تلاش کرنا شروع کرتی ہیں تو اتنی دور تک نکل جاتی ہیں کہ پھر واپسی کے راستے نہیں رہتے۔ پھر ایسی ناجائز چیزوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہئے جن سے تمہارے تقویٰ پر حرف آتا ہو۔ پھر گھر کے مسائل جن سے آپس کے اعتماد کو ٹھیس لگتی ہے اگر آنکھوں کی پاکیزگی رکھو تو پھر یہ ٹھیس نہیں لگتی اور یہ مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے دل کو ناجائز باتوں کی آماجگاہ نہ بننے دو۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرے رکھو تو پھر کبھی مسائل نہیں پیدا ہوتے۔ کبھی شیطان چور دروازے سے دل میں داخل ہو کر گھروں میں فساد نہیں کرتا۔ شیطان کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جس کا پتہ لگ جائے کہ کس طرح آیا ہے؟ ہر بُری صحبت، ہر بُرا دوست جو تمہارے گھر کو برباد کرنے کی کوشش کرے، جو خاوند کے خلاف یا ساس کے خلاف یا نند کے خلاف یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرے، یا کوئی ایسی چھوٹی سی بات کر دے جس سے دل میں بے چینی پیدا ہو جائے تو وہ شیطان ہے۔ پس ایسے شیطانوں کا خیال رکھنا ہر مومنہ اور مومن کا فرض ہے۔ اور پھر جب یہ اعتماد قائم ہو جاتا ہے تبھی اس بندھن کی جو بنیاد ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو وہی محل جو پیار اور محبت کے عہد کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہوتا ہے زمین بوس ہو جاتا ہے بلکہ کھنڈر بن جاتا ہے۔

پس ایک مومن جہاں اپنے خدا سے کئے گئے عہد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے وہاں مخلوق کے عہد کو بھی پورا کرنے کی بھرپور کوشش ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کل بھی کہا تھا کہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی کے معیار حاصل نہیں ہو سکتے۔ اُس میں بھی بال آنے لگ جاتے ہیں، کریک آ جاتے ہیں اور جب کسی برتن میں ایک دفعہ کریک (crack) آ جائے تو پھر وہ آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ اور حقوق العباد میں خاوند اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق

بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ معاشرے اور اگلی نسل کی بہتری کے لئے ان کی بہت اہمیت ہے اس لئے ان کو بجالانا ایک حقیقی مومن کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اس لئے توجہ دلائی ہے اور یہ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے نکاح کے موقع پر رکھی ہیں کہ تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، تبھی تم خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی بھی صحیح رنگ میں ادائیگی کرسکو گے۔ اور اپنے معاشرے کی امانتوں اور عہدوں کی بھی صحیح طرح ادائیگی کرسکو گے۔ پس ہر مومن اور مومنہ کو یادرکھنا چاہئے، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ یادرکھنا چاہئے کہ وہ اپنے عہد کے دعوے کو تبھی پورا کرنے والے بن سکتے ہیں جب اپنے ہر رشتے کی جو بنیاد ہے اُس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

شادی کا پاک رشتہ جہاں خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کی تسکین کے سامان کے لئے قائم فرمایا ہے وہاں انسانی نسل کے چلانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اور پھر اس سے وہ نسل پیدا ہوگی جس کی اگر صحیح تربیت کی جائے تو پھر وہ معاشرے کے امن کی ضمانت بن جاتی ہے۔ صرف جسمانی تسکین اور نسل چلانا ہی کام نہیں ہے۔ یہ تو جانوروں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو اس کے کچھ لوازمات بھی ہیں۔ انسان کے لئے اس کے ساتھ ذہنی تسکین بھی ہے۔ اس لئے رشتوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفو کا بھی خیال رکھو اور کفو میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ خاندان بھی آجاتے ہیں، تعلیم بھی آجاتی ہے۔ لیکن اس کو بہانہ بنا کر پھر رشتے نہ کرنے یا رشتے توڑنے کے بھی جواز پیدا کر لئے جاتے ہیں۔ اگر تقویٰ پر چلا جائے تو پھر یہ بہانے نہیں بنتے۔ پھر صحیح فیصلے کئے جاتے ہیں۔ پھر علمی تسکین بھی ہے جو رشتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ روحانی سکون کے سامان بھی ہیں جو ان رشتوں سے میسر آتے ہیں۔ اگر مرد اور عورت میں ہم آہنگی ہو تو اس میں اگلی نسلوں کی ذہنی، روحانی اور علمی تربیت کے سامان بھی بہت ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ایک مرد اور عورت جو ایک خاندان کی بنیاد ڈالنے والے ہوتے ہیں وہ ایک معاشرے کی بنیاد ڈال رہے ہوتے ہیں۔ ایک قوم کو اچھا یا برا بنانے کی بنیاد ڈال رہے ہوتے ہیں۔ پس اس طرف بہت غور کرنے کی

ضرورت ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کر کے ہمیں اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو۔اور پھر جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ نسل پیدا ہوتی ہے جو ماں باپ کے لئے دعائیں کرنے والی ہوتی ہے۔جیسا کہ قرآنِ کریم میں بھی ذکر ملتا ہے کہ اس نیک تربیت کی وجہ سے جو اُن کے ماں باپ نے بچوں کی کی ہوتی ہے، وہ یہ دعا مانگ رہے ہوتے ہیں کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل :25) کہ اے میرے ربّ! اُن پر رحم فرما کہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی ہے۔صرف پالا نہیں ہے، میری تعلیم اور تربیت کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ میری روحانی بہتری کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ میری اخلاقی تربیت کی طرف بھی توجہ دی ہے۔میری دنیاوی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی ہے تا کہ میں معاشرے کا ایک فعال حصہ بن جاؤں۔لیکن جن گھروں میں، عورتوں کی طرف سے بھی، مردوں کی طرف سے بھی جھگڑے ہوتے رہیں، جن گھروں میں صرف اپنی اَناؤں کی باتیں ہوتی رہیں وہاں پھر ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے اِلاَّ ماشاءاللہ، سوائے اس کے کہ بعض گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں پھر بچے reaction دکھا رہے ہوتے ہیں اور اپنے ماں باپ سے جس کی بھی زیادتی ہو، ماں کی یا باپ کی، اُس سے متنفر ہو جاتے ہیں، گھروں سے چلے جاتے ہیں اور خود اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں، گو ایسے بہت کم ہوتے ہیں۔پس اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ صرف اپنی ذات کو اپنا محور نہ بنائیں بلکہ اپنے خیالات کو، اپنے جذبات کو قربان کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔تبھی ایک حسین معاشرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اس دعا کا خیال بھی ایک ایسے مومن بچے کو ہی آ سکتا ہے۔ایک ایسے شخص کو ہی آ سکتا ہے جو اس بات کا ادراک رکھتا ہو کہ تقویٰ کیا ہے؟ اور پھر اُس کو پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ یہی ہے کہ مَیں اپنے والدین کے احسانوں کا شکر گزار بنتے ہوئے اُن کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگوں، دعا مانگوں، اُن کی بہتری کی دعا کروں۔اللہ تعالیٰ نے بکثرت مرد و عورت پھیلائے ہیں اور کافروں کے ذریعے سے بھی پھیلائے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ اے لوگو! تمہیں جو کثرت سے مرد اور عورت کی صورت میں پھیلایا گیا ہے تو تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی کہ وہ خاص لوگ جن کو دین کی طرف بھی رغبت ہے اگر تمہیں خدا کی رضا مطلوب ہے، اگر تم دین چاہتے ہو تو پھر اُس تقویٰ کی تلاش کرو جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ اُس خشیت اور اُس خوف کی تلاش کرو جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر برائیوں سے روکے اور نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ آبادی کے لحاظ سے تو کافروں کی مومنوں کے مقابلہ میں زیادہ کثرت ہے، لیکن یہاں توجہ دلائی ہے کہ حقیقی کثرت وہ ہے جو تقویٰ پر چلنے والوں کی ہے۔ کیونکہ آخری انجام، بہتر انجام اُنہی لوگوں کا ہے اور اُنہی سے دنیا کا امن اور سکون بھی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے تم دنیا داروں سے متاثر نہ ہو جاؤ۔ اُن کی طرف دیکھ کر متاثر نہ ہو بلکہ تقویٰ پر چلو تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنو گے۔ تمہاری اولادیں بھی تمہارے لئے دعائیں کرنے والی ہوں گی اور تمہارے درجات بلند کرنے کا باعث بنیں گی۔

عائلی مسائل جو ہمارے سامنے آتے ہیں اُن میں بسا اوقات کبھی عورت کی طرف سے اور کبھی مرد کی طرف سے یہ ایشو بہت اُٹھایا جاتا ہے کہ ہمارے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو کسی ایک نے بُرا کہا۔ مرد یہ الزام لگاتا ہے کہ عورتیں کہتی ہیں، عورتیں الزام لگاتی ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ کی برائی کی۔ اُن کو یہ کہا اُن کو وہ کہا۔ اُن کو گالیاں دیں۔ تو یہ چیز جو ہے یہ تقویٰ سے دور ہے۔ یہ چیز پھر گھروں میں فساد پیدا کرتی ہے۔ پھر یہی نہیں بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہاں صرف الزام کی بات نہیں ہے بلکہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں اور بعض الزامات سچے بھی نکلتے ہیں کہ بچوں کو دادا، دادی یا نانا، نانی کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے قریبی رشتوں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ بچوں کو اُن سے متنفر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تقویٰ سے بعید ہے۔ یہ تقویٰ نہیں ہے۔ تم تو پھر تقویٰ سے دور چلتے چلے جا رہے ہو۔ اس لئے اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔

ان آیات میں، پہلی آیت میں ہی اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اپنے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ ماں باپ صرف خود ہی خیال نہ رکھیں اپنے بچوں کو بھی ان رحمی رشتوں کا تقدس اور احترام سکھائیں۔ تبھی ایک

پاک معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔اورخود بھی اس کے تقدس کا خیال بہت زیادہ رکھیں کیونکہ ماں باپ کے نمونے جو ہیں وہ بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانوں میں سے انسانی فطرت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، آپ نے نکاح کے خطبے میں ان آیات کا انتخاب فرما کر مرد اور عورت کو شادی یا رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے وقت یہ احساس پیدا کروادیا ہے یا پیدا کروانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ یادرکھنا کہ میاں بیوی کا بندھن ایک ایسا بندھن ہے جس میں جہاں تم نے آپس میں ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات اور احساسات رکھنے ہیں وہاں ایک دوسرے کے رحمی رشتوں اور قریبی رشتوں کا بھی احترام کرنا ہے۔اگر تم حقیقی مومن ہو تو یہ ضروری ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہے تو لازماً تمہیں اپنے ظاہری اعضاء کا بھی اور دل کا بھی استعمال ان رحمی رشتوں کی بہتری کے لئے کرنا ہوگا۔اگر تم یہ نہیں کر رہیں یا مَرد نہیں کر رہے تو یادرکھو، اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔تمہارے عملوں اور تمہاری حالتوں کو دیکھ رہا ہے۔اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نگران ہوں تو پھر وہ ایسے مردوں اور عورتوں کے اس عمل کو جس میں ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے حق ادا نہیں ہو رہے ہوتے اپنی پکڑ میں بھی لاتا ہے۔پس پہلے دن سے ہی اس سوچ کے ساتھ ایک مرد اور عورت کو شادی کے رشتہ میں منسلک ہونا چاہئے کہ صرف ایک رشتہ ہی میں نے نہیں نبھانا۔خاوند نے بیوی کے ساتھ یا بیوی نے خاوند کے ساتھ رشتہ نہیں نبھانا بلکہ جو بھی قریبی رشتے ہیں وہ سب نبھانے ہیں۔اس سوچ کے ساتھ عورت کو خاوند کے گھر جانا چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مرد کو عورت کو بیاہ کر لانا چاہئے کہ ہم نے اپنے وسیع تعلقات کو نبھانا ہے، یعنی رشتوں کے آگے رحمی رشتوں کو بھی نبھانا ہے۔اگر ہم اپنے معاشرے میں اس سوچ کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے پیدا کریں گے تو ہمارے معاشرے میں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے شروع ہو کر مار پٹائی اور پولیس کیس اور خلع اور طلاق تک پہنچ جاتے ہیں اُن میں غیر معمولی کمی آجائے گی۔

پھر سچائی ایک ایسی چیز ہے جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے یہ کہنے پر کہ میں صرف ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں مجھے بتائیں کہ مَیں کیا برائی چھوڑوں؟ آپ نے

فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور ہمیشہ سچ بات کہنی ہے۔ اور اس وجہ سے جب بھی اُس نے کسی برائی کا ارادہ کیا تو ایک ایک کر کے تمام برائیاں اُس کی چھُٹ گئیں۔

(التفسیر الکبیر از امام رازیؒ جلد نمبر 16 سورۃ التوبۃ آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ...... صفحہ 176 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سچائی اختیار کرو۔

دوسری آیت جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انتخاب فرمایا ہے، اُس میں فرمایا کہ تقویٰ یہی ہے کہ سیدھی اور کھری اور صاف بات کرو۔ بعض باتیں بیشک سچی ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات اُن کے کئی مطلب نکل سکتے ہیں۔ حق میں بھی اور خلاف بھی جا سکتے ہیں۔ بعض بڑے ہوشیار لوگ اپنے مطلب کی بات کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں میرا مطلب تو یہ تھا۔ لیکن ہر ایک کی نظر میں اُس کا مطلب کچھ اور ہو رہا ہوتا ہے۔ تو یہاں فرمایا کہ قولِ سدید اختیار کرو۔ اور قولِ سدید یہ ہے کہ غیر معمولی طور پر سیدھی اور کھری بات کرو۔

بعض لوگ، عورتیں بھی اور مَرد بھی، بڑی ہوشیاری سے جیسا کہ مَیں نے کہا خاص طور پر جب ان کے کیس پیش ہو رہے ہوتے ہیں یا معاملات سامنے آتے ہیں تو بات کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک تو رشتوں کے طے کرتے وقت ہر بات کی حقیقت بتاؤ۔ لڑکی کا رشتہ آ رہا ہے تو لڑکی کی صحت، عمر اور قد وغیرہ جو بھی ہے وہ صاف صاف بتانا چاہئے۔ اس کی تمام معلومات جو ہیں لڑکے کو مہیا کر دینی چاہئیں۔ لیکن لڑکوں کا بھی یہ فرض ہے کہ جب یہ معلومات مہیا ہو جاتی ہیں تو پھر صرف لڑکیاں دیکھنے کے لئے نہ پہنچ جایا کریں بلکہ جب معلومات مہیا ہو گئیں تو پھر دعا کر کے اس نیت سے جانا چاہئے کہ ہم نے رشتہ کرنا ہے۔ اگر اس نیت سے جائیں گے تو ایک پاک معاشرہ پیدا ہو گا۔ تقویٰ سے جب ایک دوسرے کے رشتے تلاش کئے جائیں گے تو پھر جو لڑکیوں میں بے چینیاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ بھی پیدا نہیں ہوں گی۔ اسی طرح لڑکوں کو اپنی تعلیم اور صحت وغیرہ اور جو کوئی بھی اگر برائیاں ہیں تو صاف صاف بتا دینی چاہئیں۔ کیونکہ قولِ سدید یہی ہے کہ رشتہ طے کرنے سے پہلے کھل کر ہر بات سامنے آ جائے۔ اگر یہ باتیں سامنے آ جائیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بعد میں پھر لڑائیاں اور

جھگڑے بڑھیں۔ بعض رشتے آتے ہیں پاکستان سے لڑکیاں بھی آتی ہیں یا انڈیا سے آتی ہیں یا دوسرے ملکوں سے آتی ہیں یا لڑکے وہاں سے لڑکیوں کو لے کر آتے ہیں اور صحیح اور صاف بات نہیں کی جاتی، جھوٹ بولے جاتے ہیں جس کی وجہ سے پھر یہاں آ کے چند دنوں بعد ہی خلع اور طلاق کی نوبت آ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک انتہائی مکروہ فعل ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ حرام نہیں ہے۔ اسے جائز قرار دیا لیکن بڑا مکروہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

اگر اسی طرح شروع میں معلومات دے دی جائیں تو بہت سی خلع اور طلاقیں جو ابتدا میں ہو جاتی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اُن سے بچت ہو سکتی ہے۔

بعض لڑکے اور لڑکیاں کہیں اور رشتے کرنا چاہتے ہیں لیکن جہاں ماں باپ نے زور دیا وہاں ماں باپ کے کہنے پر کر لیتے ہیں۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ماں باپ کا بھی کام ہے کہ قولِ سدید سے کام لیں اور جہاں رشتے کر رہے ہوں وہ پہلے اُن رشتے والوں کو بتائیں کہ میرا لڑکا جو ہے یا لڑکی جو ہے اُس کو ہم نے اس رشتے کے لئے مجبور کیا ہے تا کہ اگلا بھی سوچ سمجھ کر فیصلے کرے۔

پھر شادی کے بعد ایک دوسرے سے جب اعتماد کا تعلق قائم ہو تو اُس کی بنیاد بھی قولِ سدید پر ہونی چاہئے۔ صاف اور کھری اور سچی باتوں پر ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جو انسان کی فطرت کو جانتا ہے اس نے معاشرے کے امن کے لئے یہ بنیادی نصیحت فرمائی ہے کہ سچائی کو قائم کرو۔ تبھی تم آپس کے رشتوں کو بھی نبھا سکتے ہو اور امن اور سلامتی سے بھی رہ سکتے ہو۔ ایسی سچائی جس میں کسی بھی قسم کی الجھن نہ ہو۔ فرمایا اگر یہ عہد کر لو کہ ہمیشہ صاف اور کھری بات کہنی ہے، جھوٹ اور غلط بیانی کے قریب نہیں جانا تو خدا تعالیٰ تمہارے گناہوں کے بخشنے کی ضمانت دیتا ہے۔ تمہارے اعمال کی اصلاح ہو جائے گی۔ ظاہر ہے جب اعمال کی اصلاح ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان کام کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اس کو پیار کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ میں نے حدیث کی مثال دے کر کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو تو تمہاری برائیاں چھٹ جائیں گی۔ یہی اصول ہر ایک کو اپنانا چاہئے۔

پس اللہ اور رسول کے احکامات کی اطاعت میں ہی ہر شخص کی بقا ہے۔ اگر مومن ہونے کا دعویٰ ہے تو چاہے وہ مَرد ہے یا عورت ہے ان کی پابندی کرنا بہر حال ضروری ہے۔ اسی میں ہماری کامیابیاں ہیں۔ اس دنیا میں بھی ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہوگی اور تمہاری اُخروی زندگی بھی تمہیں انعامات کا وارث بنائے گی۔

پھر ان آیات میں سے آخری آیت میں تقویٰ کے حوالے سے اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ صرف اس دنیا کو ہی اپنی متاع نہ سمجھو۔ یہی نہ سمجھو کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ یہ بھی دیکھو اور نظر رکھو کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ خاص طور پر نظر رکھو کہ تم نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ کیا نیکیاں ہیں جو تم کر رہے ہو؟ کون سا تقویٰ ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟ اپنی نمازوں کی حفاظت کی ہے؟ اپنے خاوندوں کے حق ادا کئے ہیں؟ خاوندوں نے بیویوں کے حق ادا کئے ہیں؟ بچوں کے حقوق ادا کئے ہیں؟ اپنے عہدوں کی حفاظت کی ہے؟ اپنے رحمی رشتوں کی حفاظت کی ہے؟ ان سب کا اللہ تعالیٰ نے حساب لینا ہے۔ اس لئے نظر رکھو کہ تم نے آگے کیا بھیجا ہے؟ کیونکہ اصل انعامات جو نہ ختم ہونے والے انعامات ہیں وہ تو اُخروی زندگی کے انعامات ہیں۔ یاد رکھو جو کچھ تمہارے اس دنیا کے اعمال ہیں یہ نہ سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے مخفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمہارے سب کاموں سے اور تمہاری تمام حرکات سے باخبر ہے۔ پس یہ آیت پھر یاد کروا رہی ہے کہ ہر برائی کی جڑ تقویٰ پر نہ چلنا اور اس پر توجہ نہ دینا ہے۔ پس اگر تم حقیقی، اخلاقی اور روحانی ترقی چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ یہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور یقین اور اُس کے احکامات پر اخلاص و وفا سے عمل کئے بغیر نہیں ہوسکتا۔

پس شادی بیاہ کے معاملات اور رشتوں کو نبھانا تو بظاہر ایک دنیاوی کام لگتا ہے۔ لیکن ایک مومن کی دنیا بھی دین ہوتی ہے۔ ایک احمدی مومن عورت اور مَرد کو اپنی زندگی اس نہج پر چلانی ہوگی اور چلانی چاہئے تاکہ وہ اُن کے جو عہد ہیں ان کو پورے کرنے والے ہوں۔ تبھی وہ انعامات کے وارث بھی بنیں گے اور تبھی وہ اُس عہد کو پورا کرنے والے بھی بنیں گے جو زمانے کے امام کے ساتھ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جماعت میں آکر ایک احمدی نے عہدِ بیعت کی صورت میں کیا ہے۔ ہماری لڑکیوں کو بھی اور عورتوں کو بھی

یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ میرا اول فرض تقویٰ پر چلنا اور خدا تعالیٰ کی رضا ہے اور شادی بیاہ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور نیک نسل چلانے کے لئے ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَردوں کو رشتوں کی تلاش میں جن خوبیوں کی طرف توجہ دلائی کہ رشتے تلاش کرتے وقت کن خوبیوں کو تمہیں ترجیح دینی چاہئے جو ایک عورت میں ہونی چاہئیں وہاں فرمایا جو ترجیح ہے وہ عورت کی نیکی ہو۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب أفضل النساء حدیث نمبر 1855) کہ اس دنیا کے زندگی گزارنے کے لئے جو سامان ہیں اُس میں سے سب سے اچھا ایک نیک عورت ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہوسکتی ہیں۔ یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اُس کے خاندان کی وجہ سے یا اُس کے حسن و جمال کی وجہ سے، یا اُس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تُو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دیندار عورت حاصل ہو۔

(بخاری کتاب النکاح باب الأکفاء فی الدین حدیث نمبر 5090)

پس اگر ہمارے مرد بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں اور ان خوبیوں کو دیکھیں تو ہر لڑکی پہلے سے بڑھ کر نیکیوں کی طرف چلنے والی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً ہماری لڑکیاں، ہماری بچیاں نیکیوں پر چلنے والی ہیں۔ لیکن وہ جو معاشرے سے متاثر ہوجاتی ہیں وہ بھی اپنی نیکیوں کے معیار بلند کریں اور جب نیکیوں کے معیار بلند ہوں گے تو پھر اس لئے کہ ہمارے رشتہ کا جو معیار ہے وہ نیکی ہے لڑکیاں بھی یہ کوشش کریں گی کہ لڑکے بھی اُن کو وہ ملیں جو نیکی میں اعلیٰ معیار کے ہوں۔ کیونکہ کفو تو تب ہی ملتا ہے جب نیکی اور تقویٰ کا معیار بھی برابر ہو۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ بدمعاش اور ڈاکو شخص ہو اور وہ کہے کہ مجھے نیک اور پارسا اور تقویٰ پر چلنے والی بیوی چاہئے۔ صرف یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو نیک سمجھ کر کہا ہے کہ تم مرد سب کے سب نیک ہو اور نیکیوں کے اعلیٰ معیاروں کو چھو رہے ہو اس لئے نیک عورت تلاش کرو۔ اُس شخص کو تو یقیناً دعا

دی ہے کیونکہ اُس کی نیکی کا پتہ ہوگا لیکن ایک اصولی بات بھی بتا دی کہ مردوں کو بھی فرمایا کہ تم بھی نیک بنو۔تم نیک بنو گے تو پھر رشتے بھی نیک عورت سے کرو گے۔اگر تم نیک نہیں، برائیوں میں ملوث ہو تو پھر تم نیک بیوی کی تلاش کس طرح کر سکتے ہو؟ پس نیک مرد ہی ہے جو نیک بیوی کی تلاش کرے گا۔اور یوں مرد اور عورت تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے رشتے قائم کرنے اور نیک نسل کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔پس اس میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دونوں نیکیوں پر قائم ہوں تا کہ نیک نسل چلے اور وہ نسل ایسی ہو جو پھر ایک ایسا حسین معاشرہ بنانے والی ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ایسا خاندان بنانے والی ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔

پس آج کل جو دنیا میں بے صبری اور دنیا کی چاہت اور تقویٰ سے دوری ہے اُس نے میاں بیوی کے پاکیزہ رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہیں، اُن کا حل انہی قرآنی احکامات پر عمل کرنے میں ہے۔اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور عورتیں بھی اور مَرد بھی دنیا کے آجکل کے جو طریقے ہیں اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں۔‘‘ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 22)

تم اُن لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے۔دنیا میں، ان ملکوں میں خاص طور پر طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی ہے۔دنیاوی لوگوں میں تو بہت پرانی بڑھی ہوئی ہے۔ان میں کچھ عرصہ شادیاں قائم رہتی ہیں اور پھر ٹوٹ جاتی ہیں۔اس کا اثر ماحول کی وجہ سے احمدیوں پر بھی ہو رہا ہے اور صرف یہیں نہیں، بلکہ پاکستان میں بھی ہے، ہندوستان میں بھی ہے اور دوسری جگہوں پر بھی ہے۔پس ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔دنیا کی دیکھا دیکھی ہم اپنے آپ کو بھی اُن اندھیروں میں نہ ڈبو لیں جو دنیا کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔بلکہ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

مختلف ملکوں سے یہ بہت قابلِ فکر جائزہ میرے سامنے آیا ہے۔جب میں اسے دیکھتا ہوں تو عموماً یہی حالت ہے کہ ہمارے ہاں طلاق اور خلع کی شرح بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس کی یہی وجہ ہے کہ بے صبری،

نیکیوں میں کمی،تقویٰ سے دوری۔اب یہاں یو کے میں ہی تین سالوں کا جب مَیں نے جائزہ لیا تومَیں حیران رہ گیا کہ تقریباً تین فیصد طلاق اور خلع کی شرح بڑھ چکی ہے اور بیس فیصد طلاقیں ہونے لگ گئی ہیں۔ جتنے رشتے طے ہوتے ہیں اُن میں سے بیس فیصد ٹوٹنے لگ گئے ہیں۔اور یہ قابلِ فکر بات ہے۔اس طرف ہمیں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہےاور وجوہات یہی ہیں۔جب وجہ پتہ کرو جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ میاں بیوی کا گندی زبان کا استعمال ہے۔ بداخلاقیاں ہیں۔برداشت کی کمی ہے۔والدین ، بہن بھائیوں اور رشتے داروں کی دخل اندازیاں ہیں۔چاہے وہ لڑکے کے والدین بہن بھائی ہوں یا لڑکی کے ہوں۔جب ایک دوسرے کے رشتوں میں دخل اندازیاں کرتے ہیں تو پھر اُن میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔گو رحمی رشتوں کی ادائیگی کا تو حکم ہے لیکن والدین اور بہن بھائیوں کو بھی حکم ہے کہ تم لوگ بھی فساد پیدا نہ کرو۔میاں بیوی کو آرام اور سکون سے رہنے دو۔اگر یہ ہو جائے تو کبھی رشتے اتنے تیزی سے نہ ٹوٹیں۔پھر سچائی کا نہ استعمال کرنا ہے۔ لڑکے باہر سے شادی کر کے یہاں آتے ہیں۔یہاں پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں۔کہا جاتا ہے کہ گریجویٹ ہے جب پتہ کریں تو پتہ لگتا ہے کہ میٹرک فیل لڑکا آیا ہے۔اس سے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں۔اسی طرح لڑکیوں کے بارے میں بعض کمیوں کا پتہ لگ رہا ہوتا ہے۔تو ہمیشہ سچائی کا استعمال کرنا چاہئے۔پھر حد یہاں تک ہے کہ اب مَیں بڑی عورتوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رشتے ٹوٹنے کی یہ بھی شکایتیں ہیں کہ ساس اور سسر اپنی بہوؤں کو مارتے ہیں۔صرف اُن کے خاوندوں سے مار نہیں پڑواتے بلکہ خود بھی ہاتھ اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔پھر یہاں آ کے لڑکے بعض غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں اور بیویوں کو چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ نہ رہیں۔اُن کو اگر وہ پاکستان سے آئی ہیں تو کسی نہ کسی بہانے سے پاکستان چھوڑ آئیں۔ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرتے۔پھر جب جماعت اصلاح کی کوشش کرتی ہے تو جماعت سے تعاون نہیں کرتے۔تو بہت ساری وجوہات ہیں جن کی بنیاد یہی ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے اور اس کی وجہ سے رشتے ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں اور یہ تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اللہ تعالیٰ مَردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی عقل دے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔

پس اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں شامل کر کے جو احسان کیا ہے ہم اُس کی قدر کرنے والے بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر نظر ہو۔ ہم یہ دیکھیں کہ ہم نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ نہ یہ کہ ہم نے اپنے لئے اس دنیا میں کیا حاصل کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قیامِ نماز کی اہمیت

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 22 جون 2012ء

بمقام مسجد بیت الرحمٰن ۔امریکہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 22 جون 2012ء

بمقام مسجد بیت الرحمٰن ۔ واشنگٹن ۔ امریکہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُس نے اس زمانے میں جس شخص کو دنیا کی اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے بھیجا، ہم اُس کے ماننے والے ہیں۔ لیکن اس ایمان لانے کے باوجود ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ افرادِ جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کے قول اور فعل ویسے نہیں جیسے ہونے چاہئیں۔ بیشک اُن کی گھٹی میں احمدیت رچی ہوئی ہے۔ یعنی اگر اُن سے پوچھو کہ تم احمدی ہو تو بتائیں گے کہ ماشاء اللہ ہمارے دادا پڑدادا احمدی ہوئے تھے، صحابی تھے اور فلاں واقعات اُن کے ایمان اور ایقان کے تاریخ احمدیت اور صحابہ میں درج ہیں۔ بلکہ بعض مجھے بھی بتائیں گے کہ فلاں صحابی کا جو واقعہ آپ

نے بیان کیا (گزشتہ کئی خطبوں میں مَیں صحابہ کے واقعات بیان کرتا رہا ہوں) وہ میرے نانا تھے یا پڑنانا تھے یا دادا تھے یا پڑدادا تھے۔ احمدیت پر اُن کا ایمان ایسا ہے کہ دشمن کے حملے اور وار اُن کو احمدیت سے دور نہیں کر سکے۔ جان، مال کی قربانی بھی انہوں نے دی اور اُن کے باپ دادا نے بھی دی۔ اُن میں سے بہت سے آپ میں بھی یہاں بیٹھے ہوں گے، لیکن اس سے بھی ہم انکار نہیں کر سکتے کہ قوموں کی ترقی کبھی نہیں ہو سکتی جب تک ہم اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھیں، جب تک ہم خود اپنے جائزے نہ لیتے رہیں۔

پس اس بات سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ احمدیت میں شامل انہی لوگوں میں بعض عملی کمزوریاں بھی ہیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کمزوریاں ہیں، حقوق العباد کی ادائیگی میں کمزوریاں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تو طبیعتوں میں ایک انقلاب پیدا کر کے چودہ سو سال کے عرصے میں جن اندھیروں نے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا، اُنہیں روشنیوں میں بدلنا تھا۔ یہ مقصد تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا۔ اور ہمارے آباؤ اجداد نے یہ انقلاب اپنے اندر پیدا کیا۔ اندھیروں سے روشنیوں میں آئے۔ ایک انقلابی تبدیلی اپنے اندر پیدا کی، اپنی اعتقادی اور عملی حالتوں میں ہم آہنگی پیدا کی۔ لیکن اگلی نسلوں کے وہ معیار نہیں ہیں۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنی عملی حالتوں کے معیار اونچے رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ جو ہمارے بڑوں نے کئے، چاہے وہ صحابہ تھے یا اُن کے بعد ہونے والے احمدی تھے۔

یہاں امریکہ میں ایک بہت بڑی تعداد ایفرو امیریکن (Afro-American) کی بھی ہے۔ ان کے بڑوں نے بھی جب احمدیت قبول کی تو بڑی قربانیاں کیں اور اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کیں۔ لیکن آگے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ حالتیں قائم ہیں؟ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے عمل اور اعتقاد میں کوئی تضاد تو نہیں؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد اور نعرے صرف وقتی جذبات تو نہیں؟ جن شرائط پر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی ہے اُن کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہم عملی کوشش بھی کر رہے ہیں کہ نہیں؟

پس یہ جائزے ہیں جو ہمیں اپنے ایمان میں ترقی کی طرف لے جانے اور ہمارے اعتقاد اور عمل میں ہم آہنگی پیدا کرنے والے ہوں گے۔ میں اس وقت انہی جائزوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے شرائطِ بیعت میں سے ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے بھی دوسرا اہم رُکن ہے۔ قرآنِ کریم میں بھی اس کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور یہ اہم چیز ہے ''نماز''۔

شرائط بیعت کی تیسری شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سب سے پہلے اس بنیادی رُکن کو لیتے ہوئے فرمایا ہے کہ میری بیعت میں آنے والے یہ عہد کریں کہ ''بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ عہد کرو کہ نمازیں ادا کرو گے، بلکہ پنجوقتہ نماز اور ان کی ادائیگی موافق حکم خدا اور رسول ہے۔ اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہونی چاہئے۔ نماز کے بارے میں خدا تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (البقرۃ: 44) اور نمازوں کو قائم کرو۔ نماز کے قیام کا حکم قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر ہے، بلکہ سورۃ بقرہ کی ابتدا میں ہی ایمان بالغیب کے بعد اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا جب تک کہ اقام الصلوۃ نہ کرے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 346۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور اس زمانے میں قیامِ نماز کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب خدا تعالیٰ نے خلافت کے وعدے کے ساتھ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ خلافت کے انعامات اُن لوگوں کے ساتھ ہی وابستہ ہیں جو نماز کے قیام کی طرف نظر رکھیں گے۔ قیامِ نماز کیا ہے؟ نماز کی باجماعت ادائیگی، باقاعدہ ادائیگی اور وقت پر ادائیگی۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ: 44) اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور اکٹھے ہو کر جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔ پس نماز قائم کرنے والوں اور مالی قربانیاں کرنے والوں کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ خصوصیت اُن میں ہونی چاہئے کہ وہ ایک جماعتی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں، اور یہی اُنہیں حکم ہے کہ جماعت بنا کر عبادت کرو اور جماعتی طور پر مالی قربانیوں کا بھی ذکر ہے کہ وہ کرو تا کہ اُس کام میں اُس عمل میں جو ایک جماعت پیدا ہونے کی وجہ سے ہوگا، برکت پڑے۔

نمازوں کے باجماعت ثواب کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے کو ستائیس گنا ثواب ملتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث:645)

ہم درسوں میں سنتے ہیں، تقریروں میں سنتے ہیں، بچوں کو بھی تقریریں تیار کرواتے ہیں اُس میں بیان کرتے ہیں، لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو اُس پر پوری توجہ نہیں دی جا رہی ہوتی۔ پس سوائے اشد مجبوری کے اپنی نمازوں کو باجماعت ادا کرنا چاہئے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر جائزے لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ نماز باجماعت کی طرف وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں مساجد بنانے کی طرف بہت توجہ پیدا ہوئی ہے، لیکن مساجد بنانے کا فائدہ تو تبھی ہے جب اُن کے حق بھی ادا ہوں۔ اور مساجد کے حق اُن کو آباد کرنا ہے۔ اور آبادی کے لئے خدا تعالیٰ نے جو معیار رکھا ہے وہ پانچ وقت مسجد میں آ کر نماز ادا کرنا ہے۔ بہت سے لوگ بیشک ایسے ہیں جن کو کام کے اوقات کی وجہ سے پانچ وقت مسجد میں آنا مشکل ہے۔ لیکن فجر، مغرب اور عشاء میں تو یہ عذر نہیں چلتا، اُس پر تو حاضر ہو سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں دنیائے احمدیت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اِن مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور مسجد سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر رہتے ہیں۔ لیکن نمازوں کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ اگر ظہر، عصر کی نمازیں نہ پڑھ سکیں، تو جیسا کہ میں نے کہا، یہ لوگ فجر، مغرب اور عشاء پر ضرور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تو تقریباً ہر ایک کے پاس سواری ہے، اپنے دنیاوی کاموں کے لئے سواریاں

استعمال کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اُس کی عبادت کے لئے یہ سواریاں استعمال کریں گے تو ان سواریوں کا مقصد دین کی خدمت بھی بن جائے گا اور آپ کے بھی دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ جہاں بہت زیادہ مجبوری ہے وہاں اگر قریب احمدی گھر ہیں تو کسی گھر میں جمع ہو کے گھروں میں باجماعت نماز کی ادائیگی ہوسکتی ہے۔ جہاں اکیلے گھر ہیں وہاں اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ باجماعت نماز کی ادائیگی کی کوشش ہونی چاہیئے تا کہ بچوں کو بھی نماز باجماعت کی اہمیت کا پتہ چلے۔ بچوں کو ماں باپ اگر فجر کی نماز کے لئے اُٹھائیں گے تو اُن کو جہاں نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا وہاں بہت سی لغویات سے بھی وہ بچ جائیں گے۔ جن کو شوق ہے، بعضوں کو رات دیر تک ٹی وی دیکھنے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنے کی عادت ہوتی ہے، خاص طور پر ویک اینڈ (weekend) پر تو نماز کے لئے جلدی اُٹھنے کی وجہ سے جلدی سونے کی عادت پڑے گی اور بلاوجہ وقت ضائع نہیں ہوگا۔ خاص طور پر وہ بچے جو جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، اُن کو صبح اُٹھنے کی وجہ سے ان دنیاوی مصروفیات کو اعتدال سے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ بعض مجبوریاں بھی ہوتی ہیں، اچھی دیکھنے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، معلوماتی باتیں بھی ہوتی ہیں، اُن سے مَیں نہیں روکتا، لیکن ہر چیز میں ایک اعتدال ہونا چاہیئے۔ نمازوں کی ادائیگی کی قیمت پر ان دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنا انتہائی بے وقوفی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ چھٹی کے دن بعض مجبوریاں ہوتی ہیں، بعض فیملی کے اپنے پروگرام ہوتے ہیں، چھٹی کے دن اگر فیملی کا کہیں باہر جانے کا پروگرام ہے تو اور بات ہے، لیکن اگر نہیں ہے تو پھر مسجد میں زیادہ سے زیادہ نمازوں کے لئے آنا چاہیئے اور بچوں کو ساتھ لانا چاہیئے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں جی بچوں کو مسجد میں آنے کی عادت نہیں ہے، بعض بچے بگڑ رہے ہیں۔ اُن کا علاج تو اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ بچپن سے اُن کو اس بات کی عادت ڈالیں کہ وہ خدا کا حق ادا کریں اور وہ حق نمازوں سے ادا ہوتا ہے۔ بچوں کو بچپن سے اگر یہ احساس ہو کہ نماز ایک بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان کہلا ہی نہیں سکتا تو پھر جوانی میں یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے اور پھر یہ شکوے بھی نہیں رہیں گے کہ بچے بگڑ گئے۔ تفریح کے لئے بھی اگر جائیں، اگر کوئی پروگرام ایسا ہے تو جہاں دنیاوی دلچسپی کے سامان کر رہے ہیں، وہاں خدا کی رضا کے حصول کے لئے، جہاں بھی ہوں، پوری

فیملی وہاں پر باجماعت نماز ادا کرے۔ میرا تو یہ تجربہ ہے اور بہت سے لوگوں کے یہ تجربے ہیں جو مجھے بتاتے ہیں کہ تفریح کی جگہوں پر جب اس طرح میاں بیوی اور بچوں نے نماز کے وقت نماز باجماعت ادا کی تو اردگرد کے لوگوں میں دلچسپی پیدا ہوئی اور اُن کو دیکھنے لگے اور پھر تبلیغ کے راستے کھلتے ہیں، تعارف حاصل ہوتا ہے۔

عموماً عام دنیا دار کو مسلمانوں کے بارے میں یہی تصور ہے کہ مسلمانوں میں نماز وہی پڑھتے ہیں جو شدت پسند ہیں۔ جب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ تفریح کرنے والے بچے اور بڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور لباس بھی اُن کے یہاں کے لوگوں کے لباس کے مطابق پہنے ہوئے ہیں، لیکن عبادت میں انہماک ہے تو ضرور توجہ پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کئی ایسے ہیں جو اپنے تجربات بیان کرتے ہیں کہ کس طرح نماز کی وجہ سے بعض غیروں کی اُن کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور یوں تبلیغ کے راستے کھلے۔ پس کسی قسم کے احساسِ کمتری میں ہمیں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، نہ بچوں کو، نہ بڑوں کو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں دینی اور روحانی انقلاب ہم نے پیدا کرنا ہے، تو یہ دینی اور روحانی انقلاب وہی لوگ پیدا کر سکتے ہیں جو ہر قسم کے احساسِ کمتری سے آزاد ہوں اور اپنے اندر سب سے پہلے دینی اور روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں۔ اور یہ دینی اور روحانی انقلاب بغیر عبادت کا حق ادا کئے پیدا نہیں ہو سکتا اور عبادت کے حق کے لئے سب سے اہم اور ضروری چیز نماز ہے۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (البقرة: 239) اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ حَفَظَ کے معنی ہیں کہ باقاعدگی اختیار کرنا اور پھر اُس کی نگرانی کرنا۔ اور پھر فرمایا ہر اُس نماز کی خاص طور پر نگرانی کرو اور اُس کی حفاظت کرو جو صلوٰۃ وسطیٰ ہے، یعنی جو نماز تمہاری مصروفیات کے درمیان میں آتی ہے، یا وہ نماز جو کسی بھی وجہ سے، دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے، وقت پر اور اہتمام کے ساتھ ادا نہ کی جا سکے اُس کی بہر حال خاص طور پر حفاظت کرنی ہے۔ کیونکہ نمازوں کی سستی تمہیں فرمانبرداروں کی فہرست سے باہر نکال دیتی ہے۔ اس لئے نمازوں کی حفاظت کی طرف خدا تعالیٰ توجہ دلاتا ہے اور پھر خاص طور پر اُن نمازوں کی حفاظت اور ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے جو تمہارے نفس کی سستی اور دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ادا نہیں ہو

رہیں یا اُن کا حق ادا کرتے ہوئے ادا نہیں ہورہیں۔ بعض جلدی جلدی نماز پڑھ لیتے ہیں یہ نماز کا حق ادا کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرۃ: 239) اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوکر کھڑے ہوجاؤ۔ یعنی مکمل توجہ نماز پر ہو۔ پھر دنیاوی خیالات اور خواہشات ذہن پر قبضہ نہ کریں۔ ذہن میں یہ ہو کہ جس خدا کے سامنے میں کھڑا ہوں اُس کے احکامات کی کامل اطاعت کرنی ہے۔ پس جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر ایسے نمازیوں کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نمازیں بھی تمہاری حفاظت کرنے والی ہوں گی اور تمہاری نگران بن جائیں گی، تمہیں برائیوں سے روکیں گی، تمہارے گھروں کو برکتوں سے بھر دیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نمازیں نہ پڑھیں بلکہ حضورِ قلب کی کوشش کریں جس سے اُن کو سرور اور ذوق حاصل ہو۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 345-346- ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط (العنکبوت:46) کہ یقیناً نماز ناپسندیدہ اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نماز لغویات اور بری باتوں سے روکتی ہے لیکن ہر نماز نہیں اور ہر نمازی کو نہیں۔ ہر نمازی برائیوں سے نہیں رُک سکتا، صرف وہ نمازی اپنی اصلاح کرسکتا ہے یا نماز اُس نمازی کی اصلاح کرتی ہے جو کامل فرمانبرداری سے ادا کی جائے۔ یہ سمجھ کر ادا کی جائے کہ خدا تعالیٰ میری ہر حرکت وسکون کو دیکھنے والا ہے اور اُس خدا کے سامنے مَیں کھڑا ہوں جو میری ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کامل فرمانبرداری والی نمازیں ہیں جو انسان کی حفاظت کرتی ہیں اور نگرانی کرتی ہیں، اور جن گھروں میں پڑھی جاتی ہیں، اُن گھروں کے رنگ ہی کچھ اَور ہوجاتے ہیں۔ پس ایسی نمازوں کی تلاش ہمیں کرنی چاہئے، تبھی ہم اپنے عہدِ بیعت کو حقیقی طور پر نبھا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو توجہ اپنے دنیاوی کاموں اور خواہشات کی طرف ہو۔ یا کبھی نماز پڑھ لی، کبھی نہ پڑھی۔

پس مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں رہنے والے دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ گو اب تیسری دنیا میں بھی شہروں

میں رہنے والوں کا یہی حال ہے۔لیکن بہر حال پھر بھی کچھ نہ کچھ ایک ایسی تعداد ہے جو مسجدوں میں جانے والی ہے۔ باوجود اس کے کہ اسلام کے اس اہم دینی فریضہ کی طرف مَیں بار بار توجہ دلاتا ہوں، میرے سے پہلے خلفاء بھی اس طرف بہت توجہ دلاتے رہے۔اب تو اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا دیا ہے۔ پہلے اگر خلیفۂ وقت کی آواز دنیا کے ہر خطے میں فوری طور پر نہیں پہنچ رہی تھی تو اب تو فوری طور پر یہ آواز اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا پیغام ہر جگہ فوری طور پر پہنچ رہا ہے۔اگر ہم میں سے بعض لوگ خطبات اور تقاریر نہیں سنتے یا سنتے ہیں اور بے دلی سے سنتے ہیں، ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا تو اُس عہدِ بیعت کو پورا کرنے والے نہیں ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے، اُس کی پابندی کروں گا، اُس کی کامل اطاعت کروں گا۔ یہ اطاعت سے نکلنے والے عمل ہیں کہ ایک کان سے سنا اور دوسرے سے نکال دیا۔ یہ کامل فرمانبرداری سے دور لے جانے والے عمل ہیں۔ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بڑا انذار فرمایا ہے۔فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ لا الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون: 5)۔پس اُن نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ یہ غفلت نماز باجماعت کی طرف توجہ نہ دینے سے بھی ہے، باقاعدگی سے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بھی ہے۔ پوری توجہ نماز میں رکھنے کی کوشش نہ کرنے کی وجہ سے بھی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز میں بعض دفعہ توجہ قائم نہیں رہتی لیکن بار بار اپنی توجہ کو نماز کی طرف لانا ضروری ہے اور یہ بھی ایک مطلب ہے اقامت الصلوۃ نماز کے کھڑی کرنے کا، نماز کے قیام کا۔پس بڑے خوف کا مقام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے نہیں مانا، غلطیاں کرتا ہے تو بیشک وہ گناہگار ہے۔لیکن مجھے ماننے والے جو ایک عہدِ بیعت کرتے ہیں اور پھر اُس کی تعمیل نہیں کرتے، زیادہ پوچھے جائیں گے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 182۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہر احمدی پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری ادا نہیں ہوسکتی جب تک یہ خیال نہ رہے کہ

مَیں نے جو خدا تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ایک عہدِ بیعت باندھا ہے اس کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے آگے جواب دہ ہوں۔ پس یہ خیال رہے تبھی ذمہ داری ادا ہو سکتی ہے۔ پس بڑے بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور چھوٹے بھی، مرد بھی اور عورتیں بھی۔

یہاں بہت سے گھروں میں بے سکونی کے جو حالات ہیں وہ اس لئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہے، جس طرح توجہ ہونی چاہئے۔ بعض لوگ میرے سے جب ملاقات کرتے ہیں اور دعا کے لئے کہتے ہیں تو میں عموماً کہا کرتا ہوں کہ اپنے لئے خود بھی دعا کرو اور نمازوں کی طرف توجہ دو۔ اور جب پوچھو کہ باقاعدگی سے نمازیں پڑھتے ہیں؟ تو بعض لوگوں کا جواب نفی میں ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے مَیں عموماً یہ کہا کرتا ہوں کہ دین کے ساتھ مذاق نہ کریں۔ دین کو مذاق نہ سمجھیں کہ خود تو نمازوں اور دعاؤں کی عادت نہیں ہے، اُس طرف کوئی توجہ نہیں ہے اور اپنے مسائل اور دنیاوی معاملات کے لئے دعا کے لئے کہہ رہے ہیں۔ پہلے خود تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کریں، پھر کہیں۔ جب تک خود اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا نہیں کریں گے، یا تبدیلی پیدا کرنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش نہیں کریں گے، دوسرے کی دعائیں بھی پھر اثر نہیں کریں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو جماعت قائم کرنے آئے تھے وہ ایسے لوگوں کی جماعت تھی جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں پیر پرستی کو ختم کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ تم پیر بنو، پیر پرست نہ بنو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 139 ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

لیکن جس قسم کے پیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماننے والوں کو بنانا چاہتے ہیں وہ آجکل کے نام نہاد دنیا پرست پیر نہیں ہیں جو ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری عبادتوں اور دوسرے حقوق کی ادائیگی کا حق ادا ہو گیا۔ نہ نمازوں کی ضرورت ہے، نہ عبادتوں کی ضرورت ہے۔ نمازوں سے یہ لوگ کوسوں دور ہوتے ہیں۔ خود نمازیں نہیں پڑھتے اور اپنے مریدوں کو بھی نمازوں کے لئے یہی کہتے ہیں کہ کوئی ضرورت نہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ ایسے پیر اور ایسے سیّد ہدایت کی طرف لے جانے والے نہیں، بلکہ گمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے

حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا ہے، اُن کی ایک ہمشیرہ تھیں، رشتہ دار، کسی پیر صاحب کی مرید تھیں، پیر صاحب نے ان کی ہمشیرہ کے دماغ میں یہ بٹھا دیا تھا کہ میرے مریدوں کو نمازوں اور عبادتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میری مریدی اختیار کرلو۔ کچھ وظائف میں نے بتا دیئے ہیں وہ کرلو، یہ کافی ہیں، بخشے جاؤ گے۔ تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اُنہیں ایک دن کہا کہ پیر صاحب سے پوچھو کہ حساب کتاب والے دن جب خدا تعالیٰ نیکیوں اور عبادتوں کے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دوں؟ جب فرشتے میرا جنت کا راستہ روکیں گے، میری نیکیوں کے بارے میں سوال ہوگا تو کیا جواب دوں؟ خیر انہوں نے اپنے پیر صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ فرشتے تمہارا راستہ روکیں تو کہہ دینا کہ میں فلاں پیر اور سید زادے کی ماننے والی ہوں تو وہ تمہارا راستہ صاف کر دیں گے۔ اور رہا میرا سوال (پیر صاحب کا) تو جب مجھ سے پوچھیں گے تو مَیں کہوں گا کہ کربلا کے میدان میں میرے بڑوں نے جو قربانیاں دی ہیں، اُن کو بھول گئے ہو؟ نواسۂ رسول نے جس کی نسل سے مَیں ہوں، جو قربانی دی ہے، اُس کو بھول گئے ہو؟ تو فرشتے اس بات پر شرمندہ ہو جائیں گے اور راستہ چھوڑ دیں گے اور مَیں اکڑتا ہوا جنت میں چلا جاؤں گا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 208)

تو یہ ہے ان لوگوں کے پیروں کا حال۔ ہم نے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے والوں نے ایسا پیر نہیں بننا۔ ہم نے تو اپنے اندر وہ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں جو ہماری حالتوں میں انقلاب لانے والی ہوں، ہمارے بچوں اور ہماری نسلوں کی حالتوں میں انقلاب لانے والی ہوں اور اس معاشرے میں روحانی انقلاب لانے والی ہوں۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ صرف ہمارا اعتقاد ہمیں نہیں بچائے گا، نہ ہمارا اعتقاد انقلابی تبدیلیاں لائے گا بلکہ ہمارے عمل ہیں جو انقلاب لائیں گے انشاء اللہ۔ اور سب سے بڑھ کر ہماری دعائیں ہیں جو جب اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا تو دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگا اور دعائیں کرنے کا بہترین ذریعہ نمازیں ہی ہیں۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور جب مجموعی طور پر تمام دنیا کے رہنے والے احمدیوں کا رُخ ایک طرف ہوگا تو یہ دعاؤں کے دھارے ایک انقلاب لانے کا باعث بنیں گے۔

پس خلافت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تا کہ وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے، جس کے نتیجے میں دنیا کی اکثریت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا ہے، وہ جو دعاؤں کے ذریعے سے عمل میں آنا ہے، وہ عمل میں آئے۔ پس ہر احمدی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے اور اپنی نمازوں کی حفاظت، اپنی اولاد کی نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دے تا کہ ہم جلد تمام دنیا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کو ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی جذب کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم بھی نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے، اُن پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ .

''اور نماز کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' (النور:57)

پس ہم نے اگر اللہ تعالیٰ کے رحم حاصل کرنے والا بننا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت اور اُس کے قیام کی بھی کوشش کرنی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بار بار مختلف رنگ میں اپنے ماننے والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے تا کہ جہاں ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں، خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لے کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بھی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو''۔ فرمایا: ''یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا''۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''نماز کیا چیز ہے؟ وہ دُعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ

کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ اُن کی نماز اور اُن کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے، باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کیا کرو تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 68-69)

پس یہ کیفیت ہے جو نمازوں میں ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ عجز و نیاز پھر خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچنے کا باعث بنتا ہے۔ پھر ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی ہی نمازیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ''نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے''۔ (یعنی اللہ تعالیٰ پھر قبولیتِ دعا کے نظارے دکھاتا ہے) فرمایا ''نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ مَیں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گِر پڑی ہے۔ ....جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی''۔ فرمایا ''حج بھی انسان کے لیے مشروط ہے، روزہ بھی مشروط ہے، زکوٰۃ بھی مشروط ہے مگر نماز مشروط نہیں''۔ (یعنی باقی سب عبادتیں جو ہیں اُن کی بعض شرائط ہیں۔ وہ شرائط پوری ہوتی ہوں تو ادائیگی ہوگی، ورنہ فرض نہیں ہیں۔ لیکن نماز ہر صورت میں لازمی ہے۔ انسان مسافر ہے، مریض ہے، کیسی بھی حالت ہے، اگر ہوش و حواس میں ہے تو نماز فرض ہے) فرمایا ''سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں'' (یہ مشروط بھی ہیں اور ایک سال میں ایک دفعہ ہیں) ''مگر اس کا حکم (یعنی نماز کا حکم) ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 627۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔

پس یہ قیامِ نماز اور حفاظت نماز کے اُس الٰہی ارشاد کی کچھ وضاحت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اور جس کی آپ نے ہر احمدی سے توقع رکھی ہے۔ فرمایا کہ، ورنہ بیعت کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کی اہمیت کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے تاکہ ہم اپنے عمل سے ثابت کریں اور دنیا کو بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ہم میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں جس نے ہمیں خدا سے ملایا ہے۔ اب بہت سارے نئی بیعت کرنے والے میں نے دیکھے ہیں، اُن کے خطوط آتے ہیں، اُن میں ان نمازوں کی وجہ سے ایک انقلاب اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا ہے۔ پس ہر احمدی کو خاص طور پر پرانے احمدیوں کی اولادوں کو اس کو یاد رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نمازوں کے ایسے ذوق اور حضور کی کیفیت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے، اس لئے تم سب سے پہلے یہی دعا خدا تعالیٰ سے کرو کہ: ’’اے اللہ! مجھ میں قرب کی یہ حالت پیدا ہو جائے۔ اس کے لئے آپ نے ہمیں ایک دعا سکھائی۔ فرماتے ہیں کہ یہ دعا کیا کرو کہ ’’اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور مَیں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو مَیں تیری طرف آ جاؤں گا‘‘۔ (یعنی اس دنیا سے رخصت ہونے کا بلاوا آ جائے گا) ’’اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ مَیں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں‘‘۔ فرمایا ’’جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا‘‘ (باقاعدگی اختیار کرے گا) تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقّت پیدا کر دے گی‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 616۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی نمازیں نصیب فرمائے۔

عہدِ بیعت اور احمدی مسلمان خواتین کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا خواتین سے خطاب

جلسہ سالانہ امریکہ 2012ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

خواتین سے رُوح پرور خطاب

برموقع جلسہ سالانہ امریکہ بتاریخ 30 جون 2012ء

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار سال کے عرصہ کے بعد ایک بار پھر مجھے آپ لوگوں سے براہِ راست مخاطب ہونے کا موقع ملا ہے۔ جب میں نے گزشتہ مرتبہ امریکہ کے جلسہ سالانہ 2008ء کے موقع پر خطاب کیا تھا تو آپ سب کو ایک بہت ہی اہم معاملہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ میں نے ایک ایسی چیز کے بارہ میں آپ سے بات کی تھی جو ہر حقیقی مسلمان مرد اور عورت کا طُرّہ ٔامتیاز ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر نہ تو کوئی ترقی کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کا ایمان کامل ہوسکتا ہے۔

عہدوں کی پاسداری اور آپ کی ذمہ داریاں

ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ہدایات کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ امامِ زمانہ کی بیعت کی ہے، جو مہدی اور مسیح موعود ہے۔ اور اس طرح ہمارا ایمان مکمل ہوگیا ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو نہ صرف مسیح موعود اور امام مہدی کے طور پر قبول کیا ہے بلکہ ہم نے انہیں نبی اللہ کے طور پر بھی مانا ہے۔ یہ خطاب ہم نے انہیں نہیں دیا بلکہ دراصل خود آنحضور ﷺ انہیں نبی سمجھتے تھے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو تمام نبیوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسی طرح انسان کا ایمان کامل ہو سکتا ہے اور اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ سکتا ہے۔

پس اس طرح ہم احمدی منفرد ہیں اور سچے مسلمان کے طور پر نمایاں ہوتے ہیں کیونکہ ہم حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ تک اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان لائے ہیں اور اُنہیں قبول کیا ہے۔ لیکن کیا صرف یہ بات ہماری کامیابی اور نجات کیلئے کافی ہے؟ تو اس کا جواب ہے "**نہیں**"۔ یقیناً ہمارا

سب سے منفرد ہونا ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ اس طرح ہماری ذمہ داریاں اور زیادہ ہوگئی ہیں۔اگر ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ہوجاتے ہیں تو خدا کے حضور جواب دہ ہونگے۔

میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ کیسے 2008ء کے جلسہ میں میں نے آپ کی توجہ ایک بہت اہم امر کی طرف مبذول کرائی تھی۔اگر آپ کو یاد ہو تو میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ جو عہد کرتے ہیں ان عہدوں کو پورا کریں۔اوران پر سچائی کے ساتھ قائم رہیں۔آپ کو اپنی تمام صلاحیتیں اس کوشش میں لگا دینی چاہئیں کہ آپ ان ذمہ داریوں کو پورا کرسکیں جو قرآن کریم اور حضرت رسولِ خدا ﷺ کی طرف سے آپ پر عائد کی گئی ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ اوران کے تمام خلفاء نے اس دور میں آپ کو بار بار اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی بھرپور نصیحت کی ہے۔بے شک ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ہے،اپنی اُن تمام ذمہ داریوں کو جواُس پر عائد ہوتی ہیں دل و جان سے پورا کرنے کا عہد کیا ہے اور اللہ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے سے ہر احمدی مرد اور عورت اس عہد کی تجدید کرتے ہیں۔لیکن اس عہد کے بعد اگر وہ اس پر توجہ نہیں دیتے تو نہ وہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہیں اور نہ ہی اپنے ایمان کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

عہدوں کی پاسداری کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بات صرف اتنی نہیں کہ جو اپنے عہد توڑے گا وہ نیک نہیں سمجھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اکیلا چھوڑ دے گا۔درحقیقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً (بنیٓ اسرآءیل 17 :35) ’’یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔‘‘

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ ہم سے اُن تمام عہدوں کے بارے میں حساب لیا جائے گا جو ہم نے کئے ہیں۔اس لئے اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ بیعت کے عہد کو توڑ دینے میں کوئی حرج نہیں اور اس کا کوئی نقصان نہیں ہوگا تو آپ قطعی طور پر غلطی پر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ

کوئی بھی شخص جو اس غفلت کا مرتکب ہو، وہ اس کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ بلکہ بالآخر کار وہ جواب دہ ہو گا، چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا موت کے بعد کی زندگی میں۔

ہر شخص سے اس کے ہر عہد کے بارہ میں جواب طلبی کی جائے گی اور آپ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے جواب طلبی کرتا ہے تو یہ اس کی ناراضگی کی علامت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اُس شخص کی زندگی کو، جو اُس کے غضب کا مورد بنتا ہے، اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اس بات سے بہت ڈرنا چاہئے اور ہمیشہ اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

عہدِ بیعت کرنے کے بعد ہر احمدی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں ۔ ہر احمدی مرد اور عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ میں اپنی تقاریر اور خطبوں میں متواتر احمدیوں کو اس بات کی یاددہانی کرواتا رہتا ہوں۔ اسی طرح میں نے لجنہ اماءاللہ کی اراکین کو بھی بار بار ان کی ذمہ داریوں اور کردار کے بارہ میں تلقین کی ہے۔

خلیفۂ وقت کی نصائح ہر جگہ کے احمدیوں کے لئے ہوتی ہیں

یہاں میں اس بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ آپ کو یہ کبھی نہیں سوچنا چاہئے کہ میری ہدایات اور میری تقاریر صرف ان لوگوں کیلئے ہیں جن سے میں براہِ راست مخاطب ہوتا ہوں۔ جب میں برطانیہ، جرمنی یا کسی اور ملک کی لجنہ سے مخاطب ہوتا ہوں تو آپ کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میری نصائح آپ کیلئے نہیں ہیں۔

درحقیقت جماعت سے مخاطب ہو کر میں جو بھی کہتا ہوں وہ سب احمدیوں کیلئے ہوتا ہے خواہ میں کسی بھی جگہ کہہ رہا ہوں۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ تمام ہدایات جو مجھ سے پہلے خلفاء نے دیں وہ بھی سب احمدیوں کیلئے تھیں۔ ہر احمدی جو خلیفۂ وقت کی آواز سنتا ہے یا خلیفۂ وقت کی نصائح کو پڑھتا ہے تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ وہ براہِ راست مخاطب ہے اور اُسے ہدایات دی جا رہی ہیں۔

الحمدللہ MTA کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت کے درمیان فاصلے کم کر دئے ہیں۔ اگرچہ میں ہمیشہ براہِ راست آپ سے نہیں مِل سکتا تاہم آپ سب مجھے براہِ راست

دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔

اگر کوئی کہتا ہے کہ دُنیا میں اوقات کے فرق کی وجہ سے میرے خطبات اور تقاریر live سننا مشکل ہے تو انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کچھ ہی گھنٹوں کے بعد MTA پر وہی خطبہ یا تقریر دوبارہ سنائی جاتی ہے۔ اور دورانِ ہفتہ اسے متعدد بار پھر سے نشر کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اب تو انٹرنیٹ پر بھی بہت بڑا معلوماتی خزانہ دستیاب ہے۔ جہاں تمام پروگرام upload کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد دن کے 24 گھنٹے دیکھے جاسکتے ہیں۔

لوگوں کی آ راء کے مدّنظر MTA نے اب ایک ایسی انٹرنیٹ سروس شروع کی ہے جہاں on-demand پروگرام مہیا کئے گئے ہیں اور تمام اہم پروگرام اس میں شامل کئے گئے ہیں۔ کسی احمدی کے پاس کوئی عذر نہیں کہ انہوں نے ہدایت کو سُنا نہیں یا وہ اس سے آگاہ نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے خلیفۂ وقت کا خطبہ اس وجہ سے نہیں سُنا کہ وہ کسی اور کام میں مصروف تھے۔

یہ سب آسانیاں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ جدید ذرائع مواصلات کے ذریعہ خلیفہ اور جماعت ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ تاہم اگر اب بھی کوئی احمدی ان ذرائع سے فائدہ حاصل نہیں کرتا تو اول طور پر یہ اس کی اپنی ذاتی کمزوری ہے اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے خاطر خواہ کوشش نہیں کر رہا۔

ایک طرف جہاں ہر احمدی کو اپنے عہدوں اور وعدوں کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے، ساتھ ساتھ ہی انہیں استغفار کی ضرورت کو بھی سمجھنا چاہئے۔ جس کا مطلب اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگنا ہے۔ استغفار کرتے ہوئے یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بخشنے والا اور شفقت کرنے والا ہے۔ اور یہ بھی احساس ہو کہ خدا تعالیٰ سچے دل سے معافی مانگنے والے پر اپنا رحم نازل فرماتا ہے۔ جب سچے دل سے معافی مانگی جائے تو نہ صرف خطاؤں کی معافی ملتی ہے بلکہ سچی توبہ روحانی ترقی کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ اور روحانی ترقی ہی وہ ذریعہ ہے جو بندہ کو خدا کے نزدیک لے جاتا ہے۔

احمدی خواتین کے اعلیٰ مقام کی پہچان اور اُسے قائم رکھنا

اب میں آپ کو ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی خاتون اور لڑکی کیلئے سمجھنا ضروری ہے۔ان کا ایک اعلیٰ مقام ہے اور ان کا فرض ہے کہ اس کو برقرار رکھیں۔ایک احمدی خاتون کو نہ صرف اپنے تشخص کو پہچاننا ہے بلکہ معاشرہ کو بھی اس کا احساس دلانا اور شناخت کروانا ہے۔اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو ایک احمدی خاتون کے اصل مقام سے آگاہ کریں اور اس مقام کو انکے ذہنوں میں راسخ کردیں۔

یہ بہت ضروری ہے کہ ایک نسل سے دوسری نسل تک یہ احساس ایک فروزاں شمع کی طرح منتقل ہوتا چلا جائے کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو مانا ہے تاکہ ہم خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اس کا قرب حاصل کر سکیں۔اگر ایسا ہو جائے تو تمام احمدی خواتین آنے والی نسلوں کیلئے تقویٰ اختیار کرنے کا باعث بن جائیں گی۔اور ایک احمدی خاتون خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ضمانت اور ذریعہ بن جائے گی۔

اسی امر کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے بار بار خواتین کو اس طرف توجہ دلائی۔لہٰذا میں آپ سب کو تاکید کرتا ہوں کہ اپنے مقام کو پہچانیں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ نہ تو کسی گزشتہ مذہب نے عورت کو دیا ہے اور نہ ہی کسی دنیاوی نظام یا تنظیم یا کسی فرد نے عورت کو دیا ہے۔کیونکہ اسلامی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایسی صلاحیت دی ہے کہ وہ جنت میں داخلہ کی ضمانت ہو سکتی ہے۔اسلام نے کتنا منفرد اور نمایاں اعزاز خواتین کو دیا ہے۔ان تعلیمات کی روشنی میں ایک سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنت کا حصول اتنا آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر عورت کو اس کی چابی عطاء کر دی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہر عورت کو جنت کی چابی نہیں دی گئی اور نہ ہی ہر عورت جنت کی ضمانت ہو سکتی ہے۔

یقیناً وہی عورت جنت میں داخلہ کی ضمانت ہوتی ہے جس کا ہر لفظ اور ہر کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق ہو۔یہ وہ خواتین ہیں جو ہر وقت اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کیلئے فکر مند اور بے چین رہتی ہیں اور ان کا اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہے کہ وہ اپنے بچوں میں بھی اللہ تعالیٰ سے محبت

کے ایسے ہی تعلق کی خواہش پیدا کر دیتی ہیں۔اُن کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو زندہ تعلق کہا جا سکتا ہے۔جو کہ روحانی زندگی کا زینہ ہے۔جن کو یہ روحانی وجود حاصل ہے وہ واقعی خوش قسمت ہیں کیونکہ اور کوئی قوم یا لوگ اُنکو شکست نہیں دے سکتے یا اُن پر قابو نہیں پا سکتے۔اُن پر کسی اور تہذیب کا غلط اثر نہیں ہوتا جو انہیں بے حیائی اور بداخلاقی سکھائے۔اور نہ ہی وہ کسی ایسے دنیاوی رسم و رواج کے سامنے مجبور ہوتے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کے منافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دنیاوی نعمتوں سے جائز اور مناسب فائدہ اٹھانے کی یقیناً اجازت ہے۔لیکن ان کا حصول ہی صرف ہمارا مطمحِ نظر نہیں ہونا چاہئے۔ایمان لانے والے مرد،عورت اور بچے دنیاوی چمک دمک اور مصنوعی دلچسپیوں سے متاثر نہیں ہوتے۔

احمدی مرد و خواتین کیلئے ذاتی جائزہ لینے کی اہمیت

آپ میں سے کتنے لوگ حتمی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی نیکی پر قائم رہتے ہوئے گزار رہے ہیں۔آپ میں سے کتنے ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں تا کہ وہ خود کو اور اپنے بچوں کو محفوظ رکھ سکیں۔آپ میں سے کتنے اس کیلئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ کسی دوسرے کے مقابل پر آپ خود ہی ان سوالوں کا صحیح جواب جانتے ہیں۔

اگر خود اپنا محاسبہ صحیح طور پر کیا جائے تو اپنا جائزہ لینے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔قطع نظر لجنہ یا جماعت کے جائزہ لینے کے،آپ کا اپنے آپ کا خود جائزہ لینا زیادہ اہم ہے۔آپ کی دن رات کی سرگرمیوں سے آپ کی اصل روحانی حالت کا پتہ چل جائے گا۔اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:''چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔'' (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19،صفحہ 12) لہٰذا وہ کتنے خوش قسمت لوگ ہیں جن کے دن رات ایسے گزرتے ہیں۔

جیسا کہ ابھی میں نے کہا اپنا جائزہ ہر شخص خود سب سے بہتر لے سکتا ہے۔نہ ہی صدر لجنہ،نہ ہی کوئی

اور عہدیدار سو فیصد درست جائزہ لے سکتا ہے۔

وہ احمدی مرد جن تک میری بات پہنچے، وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ نصائح صرف خواتین تک محدود ہیں۔ جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ مردوں کیلئے بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی خواتین کیلئے۔ بلکہ مردوں کیلئے یہ اور بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ انہوں نے دوسروں کیلئے بھی نمونہ بننا ہوتا ہے جس سے دوسرے بھی سبق سیکھیں۔ میں اس بات کی بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ جماعت کی ذیلی تنظیمیں یا جماعت کا مرکزی نظام جب کسی احمدی مرد یا عورت کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کا مقصد صرف اس کو یاد دہانی کروانا ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی بھی احمدی جو جماعت اور نظامِ جماعت کی عزت کرتا ہے وہ کبھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی کوئی کمزوری نمایاں ہو۔ اس لئے وہ اپنی کمزوریاں دور کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے، جب اُسے یاددہانی کروائی جاتی ہے۔ جماعتی جائزہ صرف سطحی طور پر لیا جاسکتا ہے، لیکن وہ خود احتسابی کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ دوسروں کی گواہی کسی کے کردار کے بارہ میں لی جاسکتی ہے۔ یا آپ کے صدر کی گواہی آپ کے کردار کے بارہ میں لی جانی چاہئے۔ بلکہ آپؑ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر ایک دن اور رات کو کسی شخص کے کردار کی گواہی دینی چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں سکھایا ہے کہ یہ ان فرشتوں کی گواہی ہے جو مستقل آپ کی نگرانی کر رہے ہیں جو آپ کے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں۔ آپ کے اچھے اور برے اعمال کا ایک رجسٹر بنا رہے ہیں۔ یہی ریکارڈ آپ کے حق میں جزا سزا کے فیصلہ کیلئے پیش کیا جائے گا۔ جب یہ رجسٹر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کو خوبصورت نیک اعمال سے بھرا ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والے ہوں۔

انسان دنیا میں بہت سے کام ایسے کرتا ہے کہ ایک دنیا دار کی نظر میں تو اُن کی وقعت ہوتی ہے مگر اصلیت میں وہ کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں صرف اسی وقت مومن ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں جب وہ اندر سے بھی وہی ہوں جو ان کا ظاہر ہے۔ اور ان کا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کرنا۔نماز

اللہ تعالیٰ نے ایک اہم حکم یہ دیا ہے کہ قرآن کی حیثیت ہماری زندگیوں میں ایک قابلِ عمل قانون کی ہونی چاہیئے۔آنحضور ﷺ نے بار باراس حکم کی پابندی کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔اورتمام مسلمانوں نے آپؐ سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ ہمیشہ قرآنِ کریم کوایک مکمل راہنما تسلیم کریں گے۔تمام مسلمانوں نے یہ عہد کیاہے کہ وہ ہمیشہ آنحضرتﷺ کی ہدایات کواپنے چال چلن کا ضابطہ تسلیم کریں گے جو اِن کی زندگیوں پر حکمران ہوگا۔ہمیں کہیں کسی تحریر یا روایت میں یہ نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ یا اسکے رسولﷺ کے صرف بعض احکامات کوضروری اوراپنی زندگیوں کے لیئے راہنما تسلیم کیا جائے۔درحقیقت اللہ اوراس کے رسولؐ کا ہرحکم قابلِ عمل قانون ہے۔جس پرعمل کرنے کے لئےہمیں حتیٰ المقدورکوشش کرنی چاہیئے۔

بے شک ہرلفظ اور ہرعمل جو ہمارے نبیﷺ کے پاک نمونہ سے ظاہر ہے،ہمارے لیے قابلِ عمل مثال ہے۔اگرآپ آنحضرتﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو آپ کوعلم ہوگا کہ کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جس میں آنحضرتﷺ نے اپنے ماننے والوں میں حقوق اللہ اورحقوق العباد کاشعور پیدا نہ کیا ہو۔حقوق اللہ میں بے شک سب سے بڑی ذمہ داری تو نماز ہے۔آنحضرتﷺ نے نماز کواپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیاہے۔سوآپﷺ کے بابرکت اسوہ کی پیروی کرتے ہوئےہمیں بھی اسے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا چاہیئے۔نماز کے مقاصد آپ کے جلدی جلدی نماز پڑھ لینے اور صرف ظاہری حرکات سے پورے نہیں ہوسکتے۔ایسی ادھوری نمازیں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بن سکتیں۔صرف وہی نمازیں جوصحیح طور پر اورخوبصورتی سے ادا کی جائیں اور ہرحرکت میں اللہ تعالیٰ کیلیئے کامل خودسپردگی اور کامل محبت ہو،ہمیں خوشی،اطمینان اورہماری آنکھوں کوٹھنڈک عطاکرسکتی ہیں۔

آپ کے بچے آپ کے لئے صرف اسی صورت میں قرۃ العین بن سکتے ہیں جبکہ وہ باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہوں

آپ سب جانتے ہیں کہ ایک دعا جو ہم اپنے بچوں کیلئے کرتے ہیں یہ ہے کہ اے اللہ انہیں ہمارے لئے خوشی کا باعث اور قرۃ العین بنا۔ ایک مومن کے لئے اس کے بچے اس وقت اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں جب وہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہیں، صحتمند ہوتے ہیں، خوشحال ہوتے ہیں، فرمانبردار اور ماں باپ کی خدمت کرنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب ایک شخص خدا سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ اسے ایسی اولاد عطا فرمائے جو نیک اور سچی ہو اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، تو آنحضور ﷺ کے اسوہ کے مطابق اُسے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک تلاش کرنی چاہئے جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں ایسی اولاد بخشتا ہے جو سچ مچ اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے اور دلی خوشی کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے ماؤں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کے معیار کو بلند ترین مقام پر لے جائیں اور اسے قائم رکھیں۔ احمدیوں کے گھر اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کے ذکر سے ہر وقت بھرے ہوئے ہونے چاہئیں۔

جیسا کہ میں نے اپنے گزشتہ دو خطبات میں کہا کہ ٹیلی ویژن کے پروگرام، انٹرنیٹ یا گھریلو تفریحات کو کبھی بھی ترجیح نہیں ہونی چاہئے۔ اور اُن کو ہماری نمازوں میں روکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ نماز کی ادائیگی ایسے ہونی چاہئے جیسا کہ خوبصورتی سے نماز ادا کرنے کا حق ہے۔

یقیناً صرف خواتین ہی نہیں بلکہ سب مردوں کو بھی اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اگر ہم اپنی نمازوں کو پوری طرح توجہ سے ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ہمارے بچے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے۔

نمازوں کی اہمیت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے:

حَا فِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت:239)

’’(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو۔ بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔‘‘

اس آیت کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یہ آیت ہمیں خصوصی طور پر ان نمازوں کی یاددہانی کرواتی ہے جو دن کے دوران آتی ہیں۔ جب زیادہ تر لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس طرح ہمیں یہ یاددہانی کروائی گئی ہے کہ جب ہم تمام دنیاوی خواہشات اور فائدوں کو پسِ پشت ڈال کر اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے تو پھر ہمارے گھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھر جائیں گے۔

پھر ہم دیکھیں گے کہ تقویٰ اور نیکی ہمارے بچوں میں سرایت کر جائیں گے۔ جب آپ ان بلند مقاصد کو حاصل کرلیں گے تب آپ اپنے اس عہد کو پورا کر رہے ہوں گے جو آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان فیاضی ایسی ہے کہ وہ ایک شخص کو اس کے تمام اچھے اعمال کا بدلہ نسبتاً بہت زیادہ دیتا ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی خواہش کی وجہ سے آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتی ہیں اور اپنے شوہر اور بچوں کو نماز کی یاددہانی کرواتی ہیں، تب آپ کی نمازیں حقیقت میں آپ کی حفاظت کے لئے مستعد ہو جاتی ہیں۔ وہ آپ کو گناہوں اور لغزشوں سے پاک کریں گی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت آیت 46 میں فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ

’’یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔‘‘

اس کا مطلب ہے نماز انسان کو ہر قسم کی بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔ باقاعدگی اور صحیح طور پر ادا کی گئی نمازیں ہمیں بے حیائی اور بُرے کاموں سے باز رکھ کر ہماری حفاظت کرتی ہیں۔ یہ روحانی ڈھال صرف ایک فرد کو نہیں بچاتی بلکہ پورے گھرانے کی حفاظت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست اور مددگار بن جاتا ہے۔ جو پوری یکسوئی کے ساتھ اسکی عبادت کرتے ہیں اور عبادت کا حق ادا کرتے ہیں۔ عبادت کا حق ادا کرنے کا مطلب ہے کہ ہم ہر وقت اللہ کو یاد کریں، خوشی، آسانی اور اطمینان کے وقت بھی اور سکون کے دنوں میں بھی ہمیں صحیح طریق پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ صرف مصائب اور مشکلات میں ہی ہم اللہ تعالیٰ کو پکاریں اور جب ہمارے حالات بہتر ہو جائیں تو ہم اُسے بھول جائیں۔

جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حٰفِظُو تو اس کا یہ مطلب ہے کہ عبادت یک طرفہ عمل نہیں ہے (جیسا کہ دیگر مذاہب میں ہے)۔ جب ایک شخص اپنی نمازوں کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی حفاظت کرتا ہے۔ اس حفاظت کا عملی اظہار اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ انسان کیلئے دنیا میں اس سے بڑی نعمت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے بچے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں۔

نمازوں کی ادائیگی عورتوں کیلئے بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی مردوں کیلئے

عام طور پر نمازوں کی حفاظت کی تلقین زیادہ تر مردوں کو کی جاتی ہے اور اس وجہ سے کچھ عورتوں کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ اگر نمازوں میں کچھ سُستی ہو جائے تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ بے شک مردوں کو نمازوں کی حفاظت میں ایک قدم آگے ہی ہونا چاہیئے۔ انہیں دن میں پانچ نمازیں با جماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاہم نمازوں کی ادائیگی عورتوں کیلئے بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی مردوں کیلئے۔ چونکہ خواتین بچوں کی اخلاقی تربیت کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے انہیں ہمیشہ نمازوں کی ادائیگی کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ جب ایک عورت اپنی نمازوں کی حفاظت کرتی ہے تو تب ہی وہ اپنے بچوں کے جنت میں جانے کی ضمانت بن سکتی ہے۔

غیر مسلم معاشرے میں اپنے عقائد کا اعتماد سے اظہار کرنا

میں اب ایک اور اہم معاملہ کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ یہاں خاص طور پر اس معاملے پر بات کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس معاشرہ میں اسلام کے اس بنیادی حکم کے خلاف بہت آوازیں اُٹھ کھڑی

ہوئی ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری بہت سی احمدی لڑکیاں اور خواتین غیر مسلموں سے متاثر ہوکر احساسِ کمتری کا شکار ہوگئی ہیں۔ اس طرح وہ اس حکم کے مطابق زندگی نہیں گزار رہیں یا اس کو جتنی اہمیت دینی چاہئے اتنی اہمیت نہیں دی رہیں۔ اگر کوئی احمدی خاتون کسی بھی وجہ سے کسی اسلامی حکم کو وہ اہمیت نہیں دیتی جیسی اہمیت دی جانی چاہئے تو اس کا مطلب واضح ہے کہ وہ اپنے دین سے دُور جا رہی ہے اور بیعت کے وقت کیا گیا عہد توڑ رہی ہے۔ آپ سب کو یہ علم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ جو معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں لاتے ہیں ان کو مختلف قسموں کی مزاحمت اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

وہ سب لوگ جو معاشرہ کو بدلنا چاہتے ہیں انہیں ظلم وستم کا نشانہ ان لوگوں کے ہاتھوں بننا پڑتا ہے جو تبدیلی کے خلاف ہیں۔ تاہم اس مخالفت کا بہادری اور یقین سے مقابلہ کرکے ہی معاشرہ میں ایک مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے اور دوسروں کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ اگر انہیں ان کی محنت کا پھل جلدی نہیں ملتا تو ان کے بچے یا آنے والی نسلیں ان کی محنت کا پھل ضرور کھاتے ہیں۔ جن کے لئے ان کے والدین اور آباء واجداد نے نیک قربانیاں دی تھیں۔ مادہ پرست لوگ ممکن ہے اپنی دنیاوی خواہشات اور مقاصد سے دست بردار ہونے کو تیار نہ ہوں۔ اور ایسے راستہ کو اپنائے رکھنے پر مصر ہوں جو نہ صرف ان کے لئے نقصان دہ ہو بلکہ بالعموم سارے معاشرہ کیلئے نقصان دہ ثابت ہو۔

تاہم ایک احمدی جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتا ہے وہ کسی ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے کوئی فعل نہیں کرتا بلکہ اس کے ہر کام کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے یا کم از کم اس طرح ہونا چاہئے۔

جب احمدیوں میں اس طرح کا جذبہ ہو تو انہیں اپنے عقائد کا اظہار بھی پورے اعتماد اور کسی قسم کے احساس کمتری کے بغیر کرنا چاہئے۔ نہ صرف یہ کہ جو تعلیمات احمدی دنیا میں پھیلاتے ہیں اور جن پر وہ عمل کرتے ہیں ان سے دنیا کو کسی طرح کا خطرہ یا نقصان نہیں ہے بلکہ یقیناً یہ تعلیمات معاشرہ میں مثبت تبدیلیاں لاتی ہیں۔ جو کچھ احمدی کہتے اور کرتے ہیں وہ آج کے معاشرہ کے لئے اصلاح کا موجب ثابت ہوں گے اور آنے والی نسلوں کیلئے بھی۔ کیونکہ احمدی جو تعلیم دیتے ہیں یا عمل کرتے ہیں وہ ایسے معیار ہیں جو انسان کو

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں۔

پردہ کا اسلامی حکم ہر جگہ اور ہر وقت کیلئے ہے

اس یاددہانی کے بعد میں براہِ راست اس اسلامی حکم کی طرف آتا ہوں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اور جو ایک مومن عورت کے لئے اس کے تقدس اور اسکی عظمت کا نشان ہے اور یہ حکم پردہ کا ہے۔ یہ حکم صرف اس عورت کیلئے نہیں تھا جو کہ 1400 سال قبل تھی یا صرف اس عورت کیلئے نہیں ہے جو آج ایشیاء یا تیسری دنیا کی باسی ہے، بلکہ یہ سب مسلمان عورتوں کیلئے ہے، چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی رہتی ہوں۔ اور یہ تمام زمانوں کے لئے ہے۔

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْنِسَآئِهِنَّ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِالتّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: ''اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کیلئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرِ نگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں

کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

(النور، آیت 32)

پس اگر آپ اپنے آپ کو ان ایمان لانے والوں میں سے سمجھتی ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے اور ان میں شامل سمجھتی ہیں جنہوں نے اس زمانہ کے امام کی بیعت کی ہے تو پھر یہ حکم آپ کیلئے اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کی عورتوں کیلئے تھا۔ سو جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ حکم ہر مسلمان عورت کیلئے ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتی ہو۔ میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو پردہ کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو غضِّ بصر یعنی اپنی آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے اور انہیں عورتوں کی طرف کسی بُرے خیال کے ساتھ نظر اٹھا کر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

اس طرح اسلام نے نہ تو ناانصافی سے کام لیا ہے اور نہ ہی متعصّبانہ رویہ اپنایا ہے۔ اور یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ اسلام یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ عورتیں اپنے گھر کی چار دیواری میں قید رہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے جبکہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدھا دین حضرت عائشہؓ سے سیکھو۔ یقیناً دنیا کے لوگوں نے ان سے سیکھا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ بعض مجالس سے خطاب کیا کرتی تھیں۔ جن میں آنحضرت ﷺ کے کچھ مرد صحابہؓ بھی آپ سے اسلام سیکھنے آتے تھے۔

مزید برآں لڑائیوں اور جنگ و جدل کے دوران مسلمان خواتین نے اپنے فرائض بہت باعزت طریقے سے اور تن دہی سے پورے کئے۔ یقیناً کچھ خواتین کو تیمارداری کے فرائض تفویض کئے گئے اور کچھ کو دیگر کام۔ یقیناً کچھ خواتین نے تو لڑائی میں بھی حصہ لیا۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ ایک جنگ میں انہوں نے اتنی مہارت دکھائی کہ مرد بھی ان کی بہادری اور مہارت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ جنگ کے دوران صرف آنحضرت ﷺ نے ان کو پہچانا کہ وہ اُمّ عمارہ ہیں جب کہ باقی صحابہؓ تو ان کو ایک بہادر نوجوان تصور کر

رہے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو سر سے پیر تک ڈھانکا ہوا تھا۔ایک اور جنگ کے دوران آنحضرتﷺ کی حفاظت کی خاطر حضرت اُمِّ عمارہؓ نے بہت بہادری کا مظاہرہ کیا اور شدید زخمی بھی ہوگئیں۔ان زخموں کو بہادر سے بہادر آدمی بھی شاید برداشت نہ کرسکتا۔ان کے اسی ایثار کی وجہ سے انہیں یہ برکت اور عزت ملی کہ آنحضرتﷺ نے خود ان کی بہادری کی تعریف فرمائی۔**سو آپ سب کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآنِ کریم کے احکام کی پابندی اور ان کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔**کیا آپ صرف لفظوں سے حضرت اُمِّ عمارہؓ کا درجہ حاصل کرنا چاہتی ہیں؟ اگر آپ کا یہ اعتقاد ہے تو آپ بہت بڑی غلطی پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنی ذاتی خواہشات پر قابو پاؤ

ایسا بلند مقام حاصل کرنے کیلئے آپ کو اپنی خواہشات اور ذاتی دلچسپیوں کے خلاف جدوجہد کرنی ہو گی۔آپ کو معاشرہ میں اپنے بارہ میں مشہور بعض نظریات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔آپ کو بہادری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور لوگوں کے مذاق اڑانے یا تمسخر کرنے سے بے خوف ہوکر اپنی روزمرہ زندگی میں قرآنی اُصولوں اور تعلیمات کو لاگو کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔صرف اسی صورت میں آپ ایک سچی مومن عورت بن سکیں گی۔

آج آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ آپ پردہ صرف جلسہ کے ماحول کے باعث نہیں کر رہیں بلکہ صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتی ہیں۔آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ آپ حجاب اور حیادار کپڑے صرف لجنہ یا جماعت کے پروگراموں کیلئے نہیں پہنتیں ۔اس طرح آج آپ کو دوبارہ یہ عہد کرنا چاہیے کہ آج سے خواہ کچھ بھی دنیاوی مصروفیت ہو،خواہ آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑے یا لوگ آپ کے ساتھ کتنا ہی برا سلوک کیوں نہ کریں کبھی اپنا حجاب نہیں اتاریں گی اور نہ اپنا اسلامی لباس ترک کریں گی۔

درحقیقت آپ کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کی خاطر اور اس کی رضامندی کے حصول کیلئے آپ ہر قسم کی مادہ پرستی کو بالکل چھوڑ دیں گی اور اپنی زندگیوں سے دنیا کے سب لالچ اور چکا چوند کو ترک کر دیں گی۔

ہمیشہ یہ یادرکھیں کہ آپ کا حجاب اور آپ کا اسلامی لباس آپ کی حیااور وقار کا حصہ ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ مجھے بعض اوقات شکایات یا رپورٹیں ملتی ہیں کہ کچھ لڑکیاں اور عورتیں گو کہ اپنے سر ڈھانپتی ہیں لیکن جب وہ بازار جاتی ہیں تو وہ تنگ جینز پہنتی ہیں اور ٹی شرٹ اور بلاؤز جوان کی کمر سے اونچے ہوتے ہیں پہنتی ہیں۔ یادرکھیں کہ ایسا لباس پہننا اور ایسی بے حیائی دین کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔ میں نے بہت سے مواقع پر احمدیوں کو یہ یاددلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف چہرہ کے پردہ کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ پورے جسم کے پردہ کا حکم دیا ہے۔ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ حکم دیا ہے۔

لہٰذا جب آپ اپنے گھر سے باہر جائیں تو یہ ضروری ہے کہ آپ ایک ڈھیلا اوورکوٹ پہنیں یا ایک لمبی شال لیں۔ بلکہ برقعہ کے نیچے بھی آپ کو ٹی شرٹ یا mini-skirt نہیں پہننی چاہئے۔ بلکہ برقعہ کے اوپر ایک لمبی شال یا چادر جو سارے جسم کو ڈھانکے پہننی چاہئے۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتیں تو آپ نہ صرف پردہ کے حکم کی خلاف ورزی کر رہی ہیں بلکہ یہ تو بے حیائی کا بھی مظاہرہ ہے جبکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دین کی ایک خصوصیت ہے اور اسلام کی خصوصیت حیا ہے۔ جو لوگ حیادار نہیں ان پر لعنت کی گئی ہے۔ پس اپنے دین کی حفاظت کیلئے اور اسلام کا سچا نمونہ بننے کیلئے آپ کو ہمیشہ اپنے لباس میں موجود کسی بھی غلطی کو دور کرنا چاہئے اور آپ کو اپنی پاکیزگی کی ہمیشہ حفاظت کرنی ہے۔ کیونکہ اسی طرح آپ کا دین محفوظ رہ سکتا ہے۔ پردہ کا بہت کم سے کم معیار یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے بال اور ٹھوڑی کو ڈھانکیں لیکن اگر آپ اس قسم کا پردہ کرتی ہیں تو آپ کو میک اپ نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام عورت کو کام کرنے سے نہیں روکتا لیکن ایسا کام جس میں ایک مسلمان عورت کو اپنا تقدس قربان کرنا پڑے اور نامناسب کپڑے یا یونیفارم پہننا پڑے تو اس قسم کی ملازمت کی اجازت نہیں ہے۔ دنیا بھر میں یقیناً احمدی خواتین ہیں جو ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز اور سائنسدان ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اور بھی دوسرے پیشوں سے وابستہ ہیں اور وہ یہ

سب کام با قاعدہ حیا کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور حجاب کے ساتھ کرتی ہیں۔

حیا اور پردہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان

حضرت مسیح موعودؑ نے عورت کی حیا اور اس کے پردہ کے بارہ میں اس آیت کی روشنی میں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں، فرمایا ہے کہ:

''ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سُنیں۔ اُن کے حُسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لیے عمدہ طریق ہے۔'' (اسلامی اُصول کی فلاسفی صفحہ 22 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341)

اور وہ عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مَردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں۔ یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سُنیں اور اپنے سَتر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیرمحرم پر نہ کھولیں اور اپنی اُوڑھنی کو اس طرح سَر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سَر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سَر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس سے پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔''

(اسلامی اُصول کی فلاسفی صفحہ 22 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341-342)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے''۔ ایک اور نصیحت یہ ہے کہ: ''زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو اور اُن راہوں کو اختیار نہ کرو جن

سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بُری راہ ہے۔ یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کے لئے سخت خطرناک ہے۔ اور جس کو نکاح میّسر نہ آوے چاہئے کہ وہ اپنی عفت کو دوسرے طریقوں سے بچاوے۔ ''

(اسلامی اُصول کی فلاسفی صفحہ 22 ۔23 روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342)

اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے حقیقی مقام کو پہچانیں

ہم جانتے ہیں کہ اس زندگی میں قدم قدم پر لڑکھڑانے کا خدشہ رہتا ہے اور ہر قدم پر رکاوٹیں ملتی ہیں لیکن ان رکاوٹوں سے بچنا اور کامیاب ہو کر نکلنا ہر مومن مرد و زن کا فرض ہے۔ اگر اسلام کی حقیقی تعلیم پر ہمیشہ عمل کیا جائے تو بدقسمتی سے جو اعتماد کی کمی بہت سے خاوندوں اور بیویوں میں پیدا ہو رہی ہے وہ نہیں ہوگی۔ اور ان کے گھر جو صرف اس لئے تباہ ہو رہے ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کے فرائض پوری طرح ادا نہیں کر رہے ہوتے، خوش اور محفوظ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرتا جیسے کہ وہ لوگ کرتے ہیں جو روحانی طور پر اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک مومن کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ متواتر تمام اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ یہ اس لئے ہے کیونکہ مومنین میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنے کا شعور اور فراست پائی جاتی ہے جبکہ اللہ کے احکامات کے بارہ میں اندھا اور بہرہ ہونا کفار کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کی روحانی استعدادیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان میں وہ قابلیت اور شعور نہیں رہتا ہے کہ وہ نیک اور پاک تعلیمات کو سُن سکیں اور اُن پر عمل کر سکیں۔ لیکن آپ سب جنہوں نے زمانہ کے امام کو مانا ہے جو آنخضرت ﷺ کے سچے خادم تھے، آپ اچھائی کو نظر انداز نہیں کر سکتیں اور یہی بات احمدی مردوں پر بھی صادق آتی ہے۔ بدقسمتی سے ان سب باتوں کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے لیکن مجھے امید ہے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ میری آج کی یاددہانی کے بعد آپ سب اس طرف پوری توجہ دیں گی۔ اور روحانی طور پر آپ کا احیاءِ نَو ہوگا۔ انشاءاللہ۔

مجھے یہ بھی امید اور توقع ہے کہ تمام احمدی خواتین اب اپنا حقیقی مقام پہچانیں گی۔ اور اس بات کو سمجھیں گی کہ دنیاوی کشش اور خوبصورتی کی کوئی وقعت نہیں۔ یہ سب سراسر مصنوعی ہیں۔ یہ سب تصنع سے بھرپور چیزیں اسی دنیا میں رہ جائیں گی جبکہ اصل اور ہمیشہ رہنے والی زندگی بعد والی ہے۔ اُس دائمی دنیا میں ان کاموں کا پھل ملے گا جو ہم نے اس عارضی دنیا میں کئے ہوں گے۔

مجھے بعض عورتوں کے، بلکہ لڑکیوں کے بھی خطوط ملتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے لئے وہ دنیاوی کششوں اور مصنوعی زندگی سے متاثر ہوگئی تھیں لیکن اب وہ یہ سمجھ گئی ہیں کہ یہ ان کی بہت بڑی غلطی تھی۔ وہ لکھتی ہیں کہ انہوں نے دنیا میں بھی سب کچھ کھو دیا ہے اور خدا کی ناراضگی کو بھی مول لیا۔

علاوہ ازیں بعض مرد اور خواتین بہت افسوس اور دُکھ سے اپنے بچوں کی حالت کے متعلق لکھتے ہیں۔ وہ دلی درد سے لکھتے ہیں کہ ان کے بچے نہ صرف مذہب سے دُور ہوگئے ہیں بلکہ اپنے والدین کی بات بالکل نہیں سنتے اور نافرمان ہیں۔ پس اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے اور اس سے پہلے کہ آپ اس دنیا کی مادہ پرستی میں ڈوب جائیں، اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑ لیں۔ اس کے ساتھ تعلق باندھیں اور اسے کبھی نہ چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کریں اور قرآن کریم کے ہر حکم کو انتہائی اہم سمجھیں اور اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ آپ کی ظاہری حالت بھی خدا تعالیٰ کی دی گئی تعلیمات کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ آپ کے لئے اس دنیا میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی آسودگی کو آسان بنا دے گی۔

پُرانے اور نئے آنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں

وہ احمدی خواتین جو پاکستان سے آئی ہیں ان کو اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس ہونا چاہیئے کیونکہ احمدیت آپ کے خون میں بہت زیادہ وقت سے ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے بعد میں بیعت کی ہے۔ پس انہیں نومبائعات اور مقامی احمدی خواتین کیلئے ایک روشن مثال بننا چاہیئے اور انہیں قرآن کریم کے صرف ایک دو حکموں کیلئے نمونہ نہیں بننا چاہیئے بلکہ انہیں چاہیئے کہ قرآن کریم کے ہر حکم میں اپنے اردگرد کے

لوگوں کیلئے راہنمائی کے لئے روشنی کی شمع بنیں۔ یہاں کی رہنے والی احمدی خواتین کیلئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے بعض کافی عرصہ سے احمدی ہیں اور آپ کے بچے اور پوتے پوتیاں بھی ماشاء اللہ احمدی ہیں سو صرف پاکستان سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کو ہی ایک مثال نہیں بننا بلکہ آپ سب کو بھی دوسروں کے لیئے نمونہ بننا چاہئے۔

اسی طرح نومبائعین بھی ہمیشہ یادرکھیں کہ اگر پرانے احمدی اپنے اندر روحانی انقلابی تبدیلیاں پیدا نہ کریں تو یہ آپ کے رستہ میں روکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ابھی احمدیت قبول کی ہے ان کو روحانی انقلاب برپا کرنے کا ذریعہ بننا چاہئے اور آپ کو اپنی زندگی کے ہر پہلو میں حقیقی اسلام کی علامت بننا چاہئے۔

ہمیشہ یادرکھیں کہ صرف وہی شخص نیکی میں ترقی کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرا تعلق ہے جو نیکی میں ترقی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نئے یا پرانے احمدی سے کوئی غرض نہیں بلکہ اسے نیک اور متقی احمدی سے تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ میرے یہ الفاظ آپ کے تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں تا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا خوبصورت بیج ہماری آنے والی نسلوں میں خوبصورت پھول پیدا کرے جو سدا مہکتے رہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔ آیئے اب سب میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔